اِنَّ الفضل بیداللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

قادیان

غلام نبی

شش ماہی للعہ

سہ ماہی عا

جماعت احمدیہ کا مسلّمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۰ | مورخہ ۳ اگست سنہ ۱۹۲۶ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۳ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

جیساکہ اعلان کیا گیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ جمعرات (۲۹ جولائی) کو نو بجے کے قریب ڈلہوزی تشریف لیجانے کے لئے روانہ ہوئے۔ روانگی سے بہت عرصہ پہلے احباب احمدیہ چوک میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور جب حضور تشریف لائے۔ تو تمام لوگ مشایعت کے لئے قصبہ سے باہر تک گئے۔ اگرچہ حضور کے دائیں ہاتھ کی ایک انگلی پر ورم تھا تاہم حضور نے احباب کو مصافحہ کی اجازت دی۔ سب کے مصافحہ کر لینے کے بعد حضور موٹر پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ حضور کے ہمراہ چاروں حرم بھی تشریف لے گئے ہیں + مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب صوفی عبدالقدیر صاحب حضور کے ساتھ گئے ہیں۔

ڈلہوزی سے ۳۰ جولائی کو ۵ بجکر ۲۰ منٹ پر ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی طرف سے ذیل تار پہنچا ۔ "حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ڈلہوزی پہنچ گئے ہیں"

سیالکوٹ کی مسجد کبوترانوالی کے مقدمہ پر جو حضرات بغرض شہادت تشریف لے گئے تھے۔ واپس آ گئے ہیں۔ مقدمہ میں صلح ہو گئی ہے کبوترانوالی مسجد احمدیوں کے قبضہ میں رہے گی +

مکتوب دمشق

دمشق میں تبلیغ احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات

ابھی تک حالات دمشق بدستور ہیں۔ جنگ جاری ہے۔ صلح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ وزارت اولیٰ کے تمام ممبر نظر بند کر کے کہیں بھیجدیئے گئے ہیں۔ اور نئے ممبر بھرتی کئے گئے ہیں۔ اور بھی بڑے بڑے لوگوں کو نظر بند کیا جا رہا ہے۔ جابجا شہر میں مورچے لگے ہوئے ہیں۔ روزانہ توپیں دندناتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا:۔ "میں مکانوں کو گرتے اور بستیوں کو ویران پاتا ہوں" سو یہ نظارہ ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ دمشق میں محلوں کے محلے گرا کر خاک کا ڈھیر کر دیئے گئے۔ اور دمشق کے اردگرد کی بستیاں ویران کی گئیں۔ اس طرح پر "بلائے دمشق" کا الہام

آفتاب نصف النہار کی طرح پورا ہوا۔ بلاد کا لفظ بتلا رہا تھا کہ وہ مصیبت ایک دن یا دو دن کے لئے نہیں ہوگی۔ بلکہ دیر رہے گی۔ سو ایسا ہی ہوا۔

صرف یہی الہام نہیں۔ بلکہ اس واقعہ سے اور بھی الہامات پورے ہوئے۔ جنھیں ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحفہ امیر کابل اُردو کے صفحہ ۲۲۹ پر درج فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہیں:۔

"آتش فشاں۔ مصالح العرب۔ مسیر العرب۔ عفت الدیار کذکری۔ یعنے جنگ عظیم الشان کے بعد اہل عرب کے لئے ایسے راستے نکلیں گے۔ کہ ان پر چلنا ان کے لئے مفید ہوگا۔ اور اہل عرب اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوں گے گھروں کو اس طرح اُڑا دیا جائے گا۔ جس طرح میرا ذکر وہاں سے مٹ گیا ہے۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"الہامات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آتش فشاں پہاڑ پھوٹیگا۔ اور اس کے ساتھ عرب کی مصلحتیں وابستہ ہونگی اور وہ گھروں سے نکل کھڑے ہوں گے۔ یہ مضمون ظاہری زلزلہ پر ہرگز چسپاں نہیں ہو سکتا۔ اس سے صاف معلوم ہے کہ آتش فشاں سے مراد طبائع کا وہ مخفی جوش ہے جو کسی واقعہ سے اُبل پڑے گا۔ اور اسوقت عرب بھی دیکھیں گے کہ خاموش رہنا اس کے مصالح کے خلاف ہے۔ اور وہ بھی اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوں گے۔ اور اس موقعہ سے فائدہ اُٹھائیں گے۔" (تحفہ امیر کابل اُردو صفحہ ۲۲۱)

اسی طرح تحفہ شہزادہ ویلز اردو کے صفحہ ۸۱...... پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں سے ایک یہ الہام درج ہے:۔

"عرب اپنی قومی ترقی کی طرف توجہ کرینگے۔"

سو یہ تمام پیشگوئیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری ہوئیں۔ اس جنگ کی وجہ فقط طبائع کا مخفی جوش ہے۔ جو صرف ایک واقعہ سے اُبل پڑا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ رئیس جبل دروز نے دروزیوں کی منشاء کے مطابق فرانسادی حاکم جبل دروز کی تبدیلی چاہی۔ مگر گورنر فرانسادی سختی سے پیش آیا۔ اور ان کی درخواست کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ جس کی وجہ سے طبائع میں حکومت کے خلاف جو مخفی جوش تھا۔ آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھوٹ پڑا۔ اور تمام جبل دروز حکومت کے خلاف ہو گیا۔ پھر ان کی آواز پر اہل شام نے بھی لبیک کہی۔ اور اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ اور گھر تباہ کئے گئے اور استقلال کے لئے جنگ شروع کر دی۔ پس موجودہ جنگ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذکورہ بالا الہامات بالفاظہا پورے ہوئے۔

تبلیغی موانع

جوں جوں حالات بگڑتے گئے۔ تبلیغ میں کئی مشکلات پیدا ہوتی گئیں۔ شاید بعض احباب یہاں کی دینی حالت سے ناواقف ہوں۔ یہاں کوئی لیکچر گاہ نہیں ہے جہاں دینی لیکچر دئے جا سکیں۔ اور نہ ہی یہاں مذہبی لیکچر دئے جاتے ہیں۔ اور نہ کوئی عام درس گاہ ہے کہ جہاں درس جاری کیا جائے مساجد ہیں۔ تو وہ مشائخ کی تکیہ گاہ یا جاگیریں ہیں۔ جن پر ان کا گذارہ ہے۔ وہ مسجد کو خدا کی ملک نہیں بلکہ اپنی مملوکہ جائداد کی طرح سمجھتے ہیں۔ اور ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا کی وعید سے نہیں ڈرتے۔ کوئی شخص ان کے خرافاتی عقائد کی تردید میں کچھ بیان نہیں کر سکتا۔

دو سال کا واقعہ ہے۔ کہ شیخ رشید رضا مدیر المنار مصر سے یہاں آئے۔ جامع اموی میں بعض کی درخواست پر کسی دینی امر کے متعلق لیکچر دیا۔ اس میں کوئی بات دمشقی مشائخ کے خیالات کے مخالف تھی۔ انہوں نے اس پر شور ڈال دیا۔ اور جہلاء کو ان کے خلاف بھڑکا دیا۔ جو مارنے کے لئے تیار ہو گئے۔ نو تعلیم یافتہ نوجوان بھی موجود تھے۔ انہوں نے بڑی مشکل سے بچا کر انہیں وہاں سے نکالا۔

کوئی دینی اخبار نہیں کہ اس میں دینی مضامین شائع کرائے جائیں۔ بیسیوں اخباریں اور رسالجات علاقہ شام میں موجود ہیں۔ مگر سب سیاست پر بحث کرتے ہیں یا فکاہیات ہیں جیسے کہ اُردو میں پنچ اخبار۔ میں نے ایڈیٹروں سے دریافت کیا کہ دینی اخبار کیوں نہیں نکالتے۔ انہوں نے جواب دیا کوئی خریدار نہیں ملتا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ یہ لوگ دین سے کتنے دور جا پڑے ہیں۔ پھر مینجرز اور ایڈیٹرز کی یہ حالت ہے، کہ وہ دینی مضامین شائع کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ ابھی چند دن کا واقعہ ہے۔ میں نے مکان تبدیل کیا۔ اس کے لئے اعلان کی ضرورت تھی۔ اس میں ایک فقرہ تھا۔ کہ جو دینی امور کے متعلق گفتگو کرنا چاہے۔ وہ ہمارے مکان پر آ کر کر سکتا ہے۔ خواہ کسی مذہب کا ہو۔ اس اعلان پر اجرت مقررہ کے مطابق ایک روپیہ کے قریب خرچ آتا تھا۔ مگر مینجر نے کہا کہ چونکہ یہ اعلان دینی ہے اس لئے اس کی اجرت ایک پونڈ ہے۔ پھر دوسرے اخبار میں اعلان کروایا۔

مشائخ کی حالت

بعض مشائخ سے گفتگو کا موقعہ ملا۔ بعض انہیں سے نہایت متعصب ہیں اور اندھے مقلد۔ بعض کو ایمان سے بالکل خالی پایا۔ بظاہر تو وہ اقرار کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برحق ہیں۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ مگر تھوڑا سا کرید کر جب دریافت کیا جائے۔ تو ان کے قلوب ایمان سے بالکل خالی ہیں۔ اور جو انہیں سے صالح ہیں وہ نہایت ہی قلیل تعداد میں ہیں۔ اور دوسرے مشائخ سے ڈرتے ہیں۔

نو تعلیم یافتہ

نئی تعلیم یافتہ پارٹی میں سے قریباً ۹۰ فیصدی ایسے ہیں۔ جو دین سے متنفر اور امور دین کو استہزاء اور تمسخر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اکثر ان میں سے طبعی ہیں۔ اور اپنے آپ کو صرف اس وجہ سے مسلمان کہتے ہیں۔ کہ ان کے باپ دادا مسلمان تھے۔

ایک علمانی سے گفتگو

چنانچہ ایک نوجوان نے جو پیرس میں تعلیم پا چکا تھا۔ دوران گفتگو میں کہا کہ میں علمانی ہوں۔ اور مسلم اس لئے کہلاتا ہوں کہ میرے ماں باپ مسلمان تھے۔ میں نے اس سے دریافت کیا۔ آپ نے اسلام کو چھوڑ کر اور علمانی عقیدہ اختیار کیا۔ اس کی وجہ؟ اس میں آپ نے کونسی خوبی دیکھی۔ جو اسلام میں نہیں پائی جاتی تھی۔ اس نے کہا کہ دین اسلام میں تعصب پایا جاتا ہے۔ مگر علمانی عقیدہ تعصب کو بُرا سمجھتا ہے۔ اور شر کا شر سے بدلہ نہیں دیتا۔ اور حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔ میں نے کہا آپ نے بہت غلطی کی۔ اسلام کو چھوڑا۔ دوسرے کے پاس جانے سے پہلے آپ کو چاہیئے تھا۔ گھر میں تحقیق کر لیتے کہ جس چیز کے مانگنے کے لئے دوسرے کے پاس جا رہے ہو وہ گھر میں موجود ہے یا نہیں۔ قرآن مجید میں یہ تعلیم باحسن وجوہ بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین۔ دیکھو اس آیت میں غیر مذاہب کے لئے بھی حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر فرماتا ہے:۔ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔ اگر کوئی تجھے تکلیف پہنچائے تو تجھے چاہیئے کہ احسن پیرایہ سے مدافعت کر۔ اس طریق کے اختیار کرنے سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ وہ شخص جو پہلے تیرا دشمن تھا۔ اب تجھ سے نرمی کا برتاؤ دیکھ کر دلسوز دوست ہو جائیگا۔ پھر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ دو مذہبی متعصبوں کے درمیان محاکمہ کرتا ہوا فرماتا ہے۔ وقالت الیہود لیست النصاریٰ علیٰ شیٔ وقالت النصاریٰ لیست الیہود علیٰ شیٔ الآیۃ کہ یہود مذہبی تعصب کی وجہ سے کہتے ہیں کہ نصاریٰ میں تو کوئی خوبی نہیں ہے۔ اور نصاریٰ اس کے مقابل پر کہتے ہیں کہ یہود میں کوئی خیر و خوبی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دونو غلطی پر ہیں اور کچھ نہیں کم از کم ایک کتاب یعنی توراۃ کو تو دونو مانتے ہیں۔ پھر کیوں کلیۃً خوبیوں سے انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جاہل لوگ مذہبی تعصب رکھنے والے ایسے ہی دوسرے کی خوبیوں کا انکار کیا کرتے ہیں۔ دیکھو کیسا پاک اصل ہے۔ پس اسلام تعصب سکھاتا نہیں بلکہ دور کرتا ہے اگر کوئی تعصب کرتا ہے تو اسکی غلطی ہے۔

عوام الناس

تیسرا طبقہ عوام الناس جہلاء کا ہے۔ جو عام طور پر مشائخ کے پیرو ہیں۔ اور اتخذوا اربابا من دون اللہ مانتے ہیں۔ انکے درمیان ایک فرقہ ہے۔ جو تاجروں اور پیشہ وروں کا ہے اور کچھ پڑھے لکھے بھی ہیں ان سب میں تبلیغ کا طریق اگر کوئی ہو سکتا تھا تو وہ اجتماعات اور دیگر کا ہے۔ دن کے وقت تو اکثر لوگ کاموں میں مشغول ہوتے ہیں رات کے وقت یہاں دیر تک جاگنے کا رواج ہے۔ اور گھروں میں اجتماعات ہوتے ہیں مگر جب سے جنگ شروع ہوئی اسی وقت سے مارشل لاء جاری ہے۔ اس وجہ سے رات کے وقت کوئی اپنے گھر سے نہیں نکل سکتا۔ ٹریکٹ بھی بوجہ فوجی قانون جاری ہونے کے

الفضل (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
یوم سہ شنبہ۔ قادیان دارالامان۔ ۳۰ اگست ۱۹۲۶ء

ہندوستان کے مختلف علاقوں میں احمدی مبلغین کا دورہ

تبلیغ احمدیت کے متعلق احمدی اصحاب کے فرائض

باوجود ان مالی مشکلات کے جن میں سے ان دنوں سلسلہ احمدیہ گذر رہا ہے۔ یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ ہندوستان کے طول و عرض میں جہاں تک ممکن ہو۔ خدا تعالیٰ کے سچے اور پاک دین کی اشاعت کے لئے احمدی مبلغین دورہ کریں اور مختلف مقامات پر جلسوں وغیرہ کے ذریعہ غافل اور لاپرواہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کا وہ پیغام سنائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ان کے لئے نازل کیا گیا۔ اور جسے قبول کر کے وہ ہلاکتوں اور تباہیوں سے بچ سکتے ہیں۔

یہ کام بہت بڑے اخراجات چاہتا ہے۔ اگر مبلغین نہایت کفایت شعاری اور احتیاط سے کام لیں۔ تو بھی ان کو کرایہ اور کھانے پینے کے لئے خرچ کی ضرورت ہے۔ اور اتنے طول و طویل دوروں کے لئے ایک خاص رقم خرچ ہو جائیگی۔ جو موجودہ حالات میں بہت وزن رکھتی ہے۔ لیکن یہ کام اسقدر ضروری اور اہم ہے کہ کسی حالت میں بھی اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کیا جماعت احمدیہ کی زندگی کی غرض و غایت یہی نہیں۔ کہ مخلوق خدا کو صراط مستقیم دکھلائے۔ اسے ضلالت اور گمراہی کے گڑھے سے نکالے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے جو ابدی زندگی پانے کیلئے آب حیات نازل کیا ہے۔ روحانی بیماروں کو پلایا جائے۔ اگر یہی غرض ہے۔ اور یقیناً یہی ہے۔ تو پھر خواہ ہماری مالی حالت کیسی ہی ہو۔ اور ہمیں اپنے پیٹوں پر پتھر ہی کیوں نہ باندھنے پڑیں۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ اس غرض کو پورا کرنے کی ہر طرح کوشش کریں۔

ایسی صورت میں احمدی مبلغین کے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تبلیغی دورے جس قدر ضروری ہیں اس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ کہنا ضروری ہے۔ کہ ہر جگہ اور ہر علاقہ کے احمدی احباب کو ان دوروں کو زیادہ سے زیادہ مفید اور زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

چونکہ تبلیغی دوروں کے شروع ہونے میں ابھی کافی مہلت باقی ہے۔ جیسا کہ پروگرام سے جو گذشتہ پرچہ میں شائع کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے۔ اس لئے ہر مقام کے احمدی اصحاب اپنے اپنے ہاں تبلیغی لیکچروں کو مفید اور باثر بنانے کے لئے اچھی طرح تیاری کر سکتے ہیں۔ ارد گرد کے احمدیوں کو مقررہ تاریخ پر جمع ہونے کی اطلاع دے سکتے ہیں۔ حق پسند اور صداقت جو غیر احمدیوں اور دیگر اصحاب کو لیکچروں میں شامل ہونے کے لئے خاص طور پر آمادہ و تیار کر سکتے ہیں۔ عوام تک لیکچروں کی اطلاع پہنچانے کا انتظام کر سکتے ہیں۔ لیکچر گاہ اور ضروری سامان مہیا کرنے کا بندوبست کر سکتے ہیں۔ غرض ہر طرح لیکچروں کو کامیاب بنانے کی سعی کر سکتے ہیں۔ جو ضرور کرنی چاہیئے تاکہ زیادہ سے زیادہ مخلوق خدا کو پیغام حق سنایا جا سکے۔

علاوہ ازیں ایک نہایت ضروری امر یہ ہے کہ ہر ایک احمدی اپنے آپ کو مبلغ سمجھے۔ اور تبلیغ کے متعلق ضروری واقفیت بہم پہنچانے کی کوشش کرے۔ تاکہ اسکی تبلیغی کوششیں نتیجہ خیز اور باثر ہو سکیں۔ جب تک ہر ایک احمدی اپنے آپ کو اس قابل نہیں بناتا کہ وہ جہاں رہے وہاں تبلیغ کا کام کرتا رہے۔ اسوقت تک احمدیت کی اشاعت نہیں ہو سکتی۔ مرکز سے جانے والے مبلغین دو تین دن سے زیادہ کسی جگہ نہیں ٹھہر سکتے۔ اتنے سے وقت میں وہ سوائے اس کے کیا کر سکتے ہیں کہ احمدیت کے متعلق لوگوں میں ہلچل پیدا کر دیں۔ ان کے خفتہ احساسات کو بیدار کر کے انہیں مسائل کی تحقیقات کی طرف متوجہ کر دیں یا بعض ضروری ضروری مسائل کی ایک حد تک تشریح اور توضیح پیش کر دیں۔ اس کے بعد جو سوالات لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوں گے۔ ان کا جواب دینا اور جو اعتراضات انہیں کھٹکیں گے۔ انہیں دور کرنا اور جو معلومات وہ حاصل کرنا چاہینگے۔ ان کا بہم پہنچانا مقامی اصحاب کا ہی کام ہے۔ جس کے لئے انہیں پورے طور پر تیار ہونا چاہیئے۔

چونکہ دورہ کرنے والے مبلغین کا کام صرف بیج بونا ہے۔ آگے اس کی آبیاری اور حفاظت مقامی احمدیوں کا فرض ہے اس لئے انہیں اس فرض کی ادائگی کی قابلیت پیدا کرنا اور پھر اس سے کام لینا چاہیئے۔ جس کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ مبلغین کے لیکچروں سے یا ان سے گفتگو کر کے ضروری معلومات حاصل کر لینے چاہئیں۔ عام طور پر احمدیت کے متعلق جو اعتراضات کئے جاتے ہوں۔ اور جن کے جواب انہیں معلوم نہ ہوں۔ وہ پوچھ لینے چاہئیں۔ صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دلائل اور براہین نوٹ کر لینے چاہئیں۔ خصوصیات احمدیت کے متعلق واقفیت بہم پہنچا لینی چاہیئے۔ غرض مبلغین کو اپنا استاد سمجھکر وہ سب کچھ ان سے پوچھ لینا چاہیئے۔ اور لکھ لینا چاہیئے۔ جس کی مقامی تبلیغ کے لحاظ سے انہیں ضرورت ہو۔ اور پھر ان دلائل کے ذریعہ تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دینا چاہیئے۔

ہم سمجھتے ہیں۔ اگر بیرونی احباب نے دورہ کرنے والے مبلغین سے اس طرح فائدہ اٹھایا۔ کہ ایک طرف تو ان کے لیکچروں کو کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کی۔ اور دوسری طرف خود دینی معلومات حاصل کر کے مکمل مبلغ بن گئے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سال کا تبلیغی دورہ نہایت کامیاب ہو گا۔ اور اس کے نتائج انشاء اللہ تعالیٰ نہایت شاندار نکلیں گے۔ مبلغین کے دورہ کو زیادہ سے زیادہ کامیاب اور مفید بنانے کے لئے اس واسطے بھی خاص طور پر کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ جماعت نے مالی مشکلات کے دوران میں ان کے اخراجات کا جو بار اٹھایا ہے۔ وہ بہت زیادہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا باعث بن سکے۔

سری کرشن جی نے اپنی بیوی کیا کہا سے کہا

ایک گذشتہ پرچہ میں "شریمد بھاگوت" کے حوالہ سے بتایا گیا تھا۔ کہ سری کرشن جی نے اپنی ایک بیوی سے اپنی غربت اور مفلسی کا ذکر کرتے ہوئے کہا:۔

"تم نے نافہمی سے مجھے میرے پاس بھیجا دی۔ میں بھی کہنے میں آ گیا۔ اب تم کو اجازت ہے۔ کہ جس کو دل چاہے۔ اس کا دامن پکڑ لو"

اس سے ہم نے یہ استدلال کیا تھا کہ یہ الفاظ کسی ناخوشگی کے موقعہ پر کہے گئے ہیں۔ اور ان سے ظاہر ہے کہ ہندو دھرم میں طلاق کا رواج موجود تھا۔ ورنہ سری کرشن جی کا سا انسان اپنی بیوی سے یہ کبھی نہ کہتا کہ تم کو اجازت ہے۔ جس سے دل چاہے۔ اس کا دامن پکڑ لو یعنی میری بجائے کسی اور کی بیوی بن جاؤ۔

اس واضح اور بیّن بات کے متعلق سناتنی اخبار "سدرشن" نے اول تو یہ کہا۔ کہ چونکہ غیر ہندو ہندو دہرم کی مذہبی کتب کا مطلب نہیں سمجھ سکتے۔ اسی لئے سوائے ہندوؤں کے کسی کو وید اور شاستر اور دہرم گرنتھ پڑھنے کی اجازت ہی نہیں اور پھر ان الفاظ کا یہ مطلب بیان کیا۔ کہ سری کرشن جی نے اپنی بیوی سے "منکسر المزاجی کی رعایت" سے "بانداز شاعرانہ" اپنی مفلسی کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ "تمہاری اقبالمندی کے کس قدر امکان تھے۔ اگر آج تم دوشیزہ ہوتیں۔ تو بیسیوں راجے تمہاری شادی کے لئے تیار ہوتے"

اس تاویل کے رکیک اور بالکل غلط ہونے کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ اب یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ ایک اور سناتنی اخبار نے بھاگوت کے اس حوالہ کا کیا مطلب بیان کیا ہے۔

اخبار جاگرت (۱۶ر جون) لکھتا ہے:۔

"بھگوان کے جیون چرتر کا مطالعہ کرنے سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے۔ کہ آپ مظلوموں کے سچے حامی تھے۔ چنانچہ اس زمانہ میں ایک راجہ بھوماسُر نے بہت سی راج کنیائیں اپنے قبضہ میں کر رکھی تھیں۔ دراصل یہ کنیائیں اپنے گذشتہ جنم میں رشی تھے۔ جنھوں نے اپنی تپسیا کے بل سے بھگوان سے یہ ور حاصل کر لیا تھا۔ کہ وہ آئندہ جنم میں بھگوان کے انواس کو زینت بخشینگی آخر یہی ہوا۔ اس جنم میں بھگوان نے ان راج کنیاؤں کو راجہ کے ظلم و جبر سے بچایا۔ اور ان کی مراد پوری کی۔ یہی حال اس بیوی کا بھی ہے۔ جس کا ذکر الفضل نے اپنے کالموں میں کیا ہے۔ رکمنی بھگوان پر سچے دل سے شیدا تھیں اس نے بھگوان سے ہی شادی کرنے کا نشچہ کر لیا تھا۔ لیکن لڑکی کے ماں باپ نے ششوپال کو دعوت دی۔ اور اپنی لڑکی اسے دینی منظور کر لی۔ بھگوان بھگت وتسل تھے انھوں نے رکمنی کی خواہش کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہاں جانا سوئیکار کر لیا۔ اور رکمنی کو اپنے ساتھ لے گئے۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے۔ ابھی ویدک ریتی سے شاستر انوسار شادی نہ ہوئی تھی۔ تو آپ نے رکمنی کی محبت کا اندازہ لگانے کے لئے اس سے پوچھا کہ اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق شادی کر سکتی ہے۔ ان حالات کی موجودگی میں کیا کوئی سمجھدار شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ بھگوان طلاق کے حامی تھے۔ انہوں نے ابھی تک شادی ہی نہ کی تھی۔ پھر طلاق کیسے دیا"

چونکہ اس عجیب و غریب تاویل کو پڑھکر غالباً ذی علم اور فہمیدہ ہندو صاحبان بھی شرم محسوس کریں گے۔ اس لئے ہمیں اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ یہ بات قابل غور ہے۔ کہ ایک سناتنی اخبار تو ان الفاظ کا یہ مطلب بیان کرتا ہے۔ کہ سری کرشن جی نے اپنی بیوی سے کہا۔ کہ "اگر آج تم دوشیزہ ہوتیں۔ تو بیسیوں راجے تمہاری شادی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں" اور دوسرا یہ لکھتا ہے۔ جب وہ الفاظ کہے گئے۔ جو بھاگوت کے حوالہ سے الفضل نے نقل کئے ہیں۔ اسوقت سری کرشن جی نے رکمنی سے شادی ہی نہ کی تھی۔ گویا وہ اسوقت دوشیزہ تھی ہمارے متعلق تو سدرشن نے لکھدیا تھا۔ کہ غیر ہندو ہونے کی وجہ سے ہم بھاگوت کا مطلب ہی نہیں سمجھ سکتے۔ اب اس بات کا فیصلہ کون کرے۔ کہ بھاگوت کا جو مطلب "سدرشن" نے بیان کیا ہے۔ وہ درست ہے۔ یا وہ جو "جاگرت" نے بیان کیا ہے۔ کیا اب یہ کہا جائے گا۔ کہ ہندو خود بھی اپنے شاستروں اور ویدک گرنتھوں کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے ٭

ہندوؤں میں بیواؤں کی خودکشی

رائے بریلی میں ایک ہندو مرد و عورت کے اکٹھے کنوئیں میں گر کر خودکشی کرنے کے واقعہ کو ہندو اخبارات بڑے فخر کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار پرکاش (۹ر جون) لکھتا ہے:۔

"رائے بریلی سے ایک دردناک واقعہ کی اطلاع ملی ہے جو پتی پتنی کی باہمی محبت اور جان نثاری کے زبردست جذبات کو ظاہر کرتی ہے۔ رائے بریلی میں ایک تفریح کی جگہ "عیش باغ" کے نام سے موسوم ہے۔ جس کے ایک کنوئیں سے ایک مرد اور ایک عورت کی لاش چند روز قبل برآمد ہوئی تھی۔ یہ دونوں لاشیں رسی سے باہم جکڑی ہوئی تھیں۔ برآمدگی کے بعد لاشوں کی شناخت ہوئی۔ تو ڈپٹی کمشنر کے دفتر کے ایک کلرک بنام بدری سرن اور اس کی عورت کی پائی گئیں۔ یہ دونو ابھی نوجوان تھے۔ حادثہ کا ٹھیک سبب دریافت نہیں ہوا۔ مگر ہمسایوں کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ بدری سرن کو کچھ عرصہ سے خرابی صحت کی شکایت تھی۔ اور بعض ڈاکٹروں نے ان کے دق میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ظاہر کیا تھا۔ قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ خاوند کی یہ خطرناک علالت وفادار بیوی پر خطرناک گذری۔ اور فرط محبت سے دونوں نے ایک ساتھ اپنی زندگی ختم کرنے کا فیصلہ کرنے کا یہ طریقہ اختیار کیا۔ کہ رسی سے باہم دگر پیوستہ ہو کر خود کو کنوئیں میں گرا دیا۔ چنانچہ ان کی لاشیں باہمی اتصال کا منظر پیش کرتی ہوئی نکلیں۔ اور ایک ساتھ چتا میں رکھکر پھونکی گئیں میاں بیوی کی باہمی خالص محبت اور وفاداری کے یہی جذبات ہیں۔ جن پر اہل ہنود کو ناز ہے"

اس قسم کے واقعات پر اہل ہنود کو ناز کی بجائے ماتم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ دراصل "خالص محبت اور وفاداری کے جذبات" کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ بلکہ اس سلوک کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ جو ہندو مذہب میں بیچاری بیوہ عورتوں سے روا رکھا جاتا ہے۔ انسانوں کی طرح انہیں کھانے پینے اور پہننے کے لئے دینا تو الگ رہا۔ یہاں تک سختی کی جاتی ہے۔ کہ سر کے بال بھی منڈائے جاتے ہیں۔ اور اس طرح انہیں ساری عمر کے لئے زندہ درگور بنا دیا جاتا ہے۔ ان ساری عمر کی تکالیف اور مصائب سے چھٹکارا پانے کے لئے اگر کوئی ہندو عورت اپنے خاوند کے مرنے پر خودکشی کر لیتی ہے۔ تو یہ ہندوؤں کے لئے کوئی فخر کی بات نہیں ٭

حیدر آباد پر عیسائیت کا حملہ

اخبار الجمعیتہ (۱۸ر جولائی) نے آسٹریلیا کے ایک عیسائی اخبار "دی ایج" کا ایک اقتباس شائع کیا ہے۔ جس میں ریورینڈ مسٹر بلنگٹن کی حیدر آباد دکن میں تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ ریاست حیدر آباد میں تقریباً پندرہ لاکھ ایسے بت پرست لوگ موجود ہیں۔ جو عیسائیت کو قبول کرنے کے لئے بالکل آمادہ و تیار ہیں۔ پادری صاحب مذکور اپنے ساتھ چند اور مشنریوں کو لاکر ان لوگوں کو عیسائی بنانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اور کوئی عجب نہیں۔ کہ انہیں بہت جلد متوقع کامیابی حاصل ہو جائے مگر یہ ایک مسلمان ریاست کے لئے نہایت ہی افسوس کا مقام ہو گا۔ کہ کالے کوسوں سے عیسائی پادری آکر اس کے ملک میں بسنے والے لوگوں کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہو جائیں مگر مسلمان ان لوگوں کو تبلیغ کرنے کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اگر ریاست مسلمان مبلغین کے لئے مناسب سہولتیں اور ضروری امداد دینے کے لئے تیار ہو۔ تو سب سے پہلے احمدی مبلغ ان لوگوں کو عیسائیت کے حملہ سے بچا کر اسلام کے جھنڈے تلے لانے کے لئے تیار ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے عیسائیت کے مقابلہ کے لئے احمدی مبلغوں کو جو قابلیت حاصل ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ کیا ریاست حیدر آباد دکن اپنی رعایا کو عیسائیوں کے پنجے میں جانے سے بچانے کے لئے احمدی مبلغوں کی خدمات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریگی ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

چند متفرق مگر ضروری باتیں

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

(فرمودہ ۲۳ر جولائی ۱۹۲۶ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

ایک خطبہ کے متعلق شکایت

اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت پچھلے چھ جمعوں میں سے صرف ایک جمعہ پڑھانے کی توفیق مجھے ملی - جمعہ کے ان خطبات میں سے ایک خطبہ کے متعلق ایک طالب علم نے شکایت کی ہے - لیکن نہ تو اس کی کسی اور نے تائید کی ہے اور میرے پاس کوئی اور اس قسم کی شکایت پہنچی ہے اور نہ ہی طالب علم کی حیثیت میں ایک بچہ سے یہ امید کی جاسکتی ہے - کہ وہ کسی مضمون کو صحیح اور کامل طور پر سمجھ سکے - پس بحث اس شکایت کی نہیں اس لئے میں اس تحریر کو قابل التفات نہیں سمجھتا - لیکن جو غلط فہمی اس سے پیدا ہوتی ہے - خواہ وہ طالب علم ہی کی ہو - بہت بڑی ہے - اس لئے اس کا ازالہ ضروری ہے - پہلی دفعہ جب مجھ پر انفلوئنزا کا حملہ ہوا تھا - تو ان دنوں کے خطبات میں سے ایک خطبہ کے متعلق اس طالب علم نے لکھا تھا - اور میرا ارادہ تھا - کہ اس کے متعلق بھی بیان کروں - لیکن بیماری کے دوسرے حملے سے پھر بیمار ہو گیا - اس لئے میں اس کے متعلق کچھ بیان نہ کر سکا - گو جیسا کہ میں نے بتایا شکایت کرنے والا بچہ ہے - اس کی روایت اس لحاظ سے کہ ابھی اس کے دماغ کی نشوونما ایسی نہیں کہ بات کی تہ تک پہنچ سکے قابل توجہ نہیں - لیکن مضمون کے لحاظ سے بہت اہم ہے - اور مجھے اپنی بیماری کے ایام میں بہت تکلیف ہوئی - کہ میں کیوں اس مضمون کے متعلق جلدی بیان نہیں کر سکتا - آج خدا تعالیٰ نے موقعہ دیا ہے - اس لئے میں پہلے اسی کے متعلق بیان کرتا ہوں - وہ شکایت یہ ہے - کہ خطیب نے بیان کیا ہے - کہ گویا بعض پیشگوئیوں کے لحاظ سے ایک موعود مسیح میں بھی ہوں - کیونکہ بعض پیشگوئیاں جو مسیح موعودؑ کے متعلق ہیں - مجھ پر پوری ہوتی ہیں - میں خطیب کی علمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور جماعت میں اس کی جو پوزیشن ہے - اسے اور اس کے تقویٰ اور نیکی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی سمجھتا ہوں - کہ درحقیقت شکایت کرنے والے کو اصل بات سمجھ نہیں آئی - کیونکہ پیشگوئیوں کا مضمون ایسا دقیق ہوتا ہے - کہ اس کے بیان کرنے میں کئی الجھنیں رہ جاتی ہیں پھر بسا اوقات مضمون تو واضح ہوتا ہے - لیکن سننے والے اپنے پرانے خیالات اور آرا کی وجہ سے اس کو اور رنگ دے لیتے ہیں - دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعویٰ مجددیت و نبوت سے لیکر برابر اپنی وفات تک یہ سمجھاتے رہے - کہ مسیح موعود سے آپ کی کیا مراد ہے - لیکن باوجود اس کے آج تک ایسے لوگ پائے جاتے ہیں - جو کہتے ہیں - آپ تناسخ کے قائل تھے - اور صرف ناواقف ہی ایسا نہیں سمجھتے اور ایسا نہیں کہتے - بلکہ واقف بھی ایسا کہتے ہیں - یعنی ان لوگوں میں سے بھی بعض یہی بات کہتے ہیں - جو سلسلے کے لٹریچر سے خوب واقف ہیں -

پادری زویمر

پادری زویمر صاحب جو عیسائیوں میں اسلامی لٹریچر کے ماہر ہونے کے لحاظ سے بہت مشہور ہیں - اور عربی جانتے ہیں - ایک دفعہ قادیان آئے - اور باتوں کے سوا ان کے دل میں یہ بھی تھا - کہ میں چلکر اس رنگ میں گفتگو کروں گا - کہ آیا آپ لوگ تناسخ اور ارواح کے تصرف کے قائل ہیں یا نہیں - اگر کہا گیا نہیں - تو کہوں گا تو پھر مرزا صاحب مسیح موعود کیسے ہو سکتے ہیں - اور اگر اس کا اقرار کیا - تو کہوں گا - یہ تو تناسخ ہے - دوسرے لوگ ان سے ملتے اور مختلف باتیں کرتے - وہ ان کے سامنے کچھ کچھ اعتراض بھی پیش کرتے - مگر کہتے بعض سوال دل میں رکھے ہیں جو میں خلیفۃ المسیح سے ہی پوچھوں گا - وہ سمجھتے تھے - یہ سوال ایسے ہیں - جن کا کوئی جواب ہی نہیں - اس لئے اچانک اس طرح پیش کروں گا جیسے بم پھٹتا ہے - غرض وہ مجھ سے ملے اور ادھر ادھر کی باتوں کے درمیان یہ سوال مجھ پر کیا - کہ کیا آپ تناسخ اور ارواح کے تصرف کے قائل ہیں - ادھر انہوں نے یہ کہا - ادھر میں نے سمجھا - کہ ان کا کیا مطلب ہے - اور اس طرح کیا اعتراض کرنا چاہتے ہیں - میں نے انہیں سمجھایا حضرت صاحب کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا جو تھا - وہ اس طرح نہیں تھا - کہ مسیح کی روح آپ میں حلول کر گئی ہے بلکہ اس طرح تھا - کہ آپ روحانی ترقی کر کے اس حد تک پہنچ گئے تھے - کہ حضرت مسیح کے مثیل ہو گئے تھے تو پادری زویمر ہمارے سلسلے اور ہمارے سلسلے کے لٹریچر سے خوب واقف ہیں - وہ ہمارے متعلق اپنے رسالہ "مسلم ورلڈ" میں نوٹ بھی لکھتے رہتے ہیں - مگر باوجود ہمارے لٹریچر سے واقف ہونے کے پھر بھی دھوکہ کھا گئے ؛

پرانے خیالات کا اثر

غرض بعض وقت ایسا ہوتا ہے - کہ بات تو واضح ہوتی ہے - لیکن سمجھنے والا اس کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا - اس کے سماع پر پرانے خیالات ایسے عادی ہوتے ہیں - کہ فرق نہیں کر سکتا اور پھر آہستہ آہستہ ع

ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد

کے مطابق ان خیالات میں ایسا پھنستا ہے - کہ کوئی دوسرا خیال اس پر اثر نہیں کرتا - جیسے اگر غیر احمدیوں کو نبوت کا مسئلہ سمجھائیں تو سب کچھ سمجھ لینے کے بعد پھر بھی وہ کہہ دیتے ہیں - کہ پھر کلمہ بھی نیا بنانا چاہیئے - نماز بھی نئی بنانی چاہیئے - حالانکہ ہم جو کچھ ان کو نبوت کے مسئلہ کے متعلق سمجھاتے ہیں - اس کا یہ مفہوم نہیں ہوتا مگر چونکہ پرانے خیالات کا اثر ان کے دماغ پر ہوتا ہے - اس لئے جب بھی نبوت کا مسئلہ پیش ہوگا - ان کے دماغ فوراً اس طرف جائیں گے کہ جب نبی ہو - تو کلمہ بھی نیا ہونا چاہیئے - تو بات کے سمجھنے میں اس طرح بھی غلطی لگ سکتی ہے ؛

مسیح موعود ایک ہی ہے

میرے یقین کی رُو سے تمام وہ پیشگوئیاں جو حضرت مسیح موعودؑ کے لئے تھیں - وہ تمام کی تمام ہمارے سلسلے کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں پوری ہو چکی ہیں - اور چونکہ وہ سب کی سب آپؑ کی ذات میں پوری ہو چکی ہیں - اس لئے اب کوئی اور مسیح موعود نہیں - جیسا کہ آپؑ نے خود بھی فرمایا ہے - کہ میرے بعد کوئی ایسا مسیح نہیں جو موعود ہو - ہو سکتا ہے کہ بعد میں مسیح ہوں - اور ہو سکتا ہے - کہ پہلے بھی ہوئے ہوں - لیکن جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موعود کہا - وہ حضرت مرزا صاحب ہی تھے - آپ کے سوا اور کوئی نہیں - پس یہ تو ہو سکتا ہے - کہ آپ کی مسیحیت کا پرتو دوسروں پر بھی پڑ جائے - اور یہ دروازہ قیامت تک کے لئے کھلا ہے مگر جو مسیح موعود ہے وہ ایک ہی ہے - دوسرا کوئی نہیں - پھر یہ بھی ہو سکتا ہے - کہ آپ کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں - وہ آپ کے خدام کے ذریعہ پوری ہوں - اور یہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے - کہ ہمارے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں - ان میں سے بعض ہمارے مریدوں کے ذریعہ پوری ہونگی اور میں خیال کرتا ہوں - خطیب کا بھی یہی مطلب ہوگا کہ حضرت مسیح موعود کے متعلق بعض پیشگوئیاں میرے ذریعہ پوری ہوئی ہیں - جیسا اس شکایت کے لکھنے والے نے بھی اپنے رقعہ میں جو مثال دی ہے - اس سے ظاہر ہے - کہ انہوں نے کہا دمشق میں مسیح موعود کے تشریف لے جانے کے متعلق جو پیشگوئی تھی - وہ میرے ذریعہ پوری ہوئی ؛

اس پیشگوئی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے - کہ میں یا میرے خلفا میں سے کوئی خلیفہ دمشق میں جائے گا - اب جس کے ذریعہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی - اس کے متعلق یہ تو کہا جا سکتا ہے - کہ اس پر حضرت مسیح موعود کی مسیحیت کا پرتو پڑا

مگر یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ مسیح موعود ہے۔

کام کا انتقال

ایسے کام دراصل انتقال کے رنگ میں ہوتے ہیں۔ ایک مرید کے ذریعہ اگر کوئی ایسی پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ جو رسول کو مخاطب کر کے بتائی گئی ہو۔ یا کوئی مرید ایسا کام کرتا ہے۔ جو رسول کے کرنے کا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس رسول کی رسالت اس کی طرف منتقل ہو گئی۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ مرید کا کام رسول کی طرف منتقل ہو گیا۔ پس ہم یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس پیشگوئی کے ماتحت جو بھی دمشق میں گیا۔ وہ مسیح موعود ہو گیا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کے ماننے والوں میں سے آپ کی تشریح کے مطابق جو دمشق میں گیا۔ اس کا یہ کام مسیح موعود کی طرف انتقال کر گیا۔ اور وہ پیشگوئی جو اس رنگ میں مسیح موعود کے لئے کی گئی تھی۔ اس طرح پوری ہو گئی۔

دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا۔ کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں دی گئی ہیں۔ لیکن وہ کنجیاں آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہاتھ میں دی گئیں۔ اب اس "میں" سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ حضرت عمرؓ مراد نہیں تھے۔ لیکن کنجیاں حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں دی گئیں۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ آپ کے ایک غلام کے ذریعہ پوری ہو گئی۔ اور مرید کے ذریعہ پیشگوئی کا پورا ہونا آقا کی پیشگوئی کا ہی پورا ہونا ہے۔ مطلب یہ کہ مرید کے کام کا انتقال پیر کی طرف ہو جاتا ہے۔ نہ کہ کوئی کام کرنے سے پیر کی پیری مرید کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ پس جب پیر کا کوئی کام مرید کے ذریعے ہو۔ تو یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ پیر نے یہ کام نہیں کیا۔ کیونکہ مرید کا کام کرنا درحقیقت پیر کا کام کرنا ہی ہے۔ اس کی مثال مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ میں بھی موجود ہے۔ خدا تعالےٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے۔ جب تو نے پھینکا تو تو نے نہیں پھینکا۔ بلکہ خدا نے پھینکا۔ اس آیت میں خدا تعالےٰ نے ایک فعل کو اپنا فعل بتایا ہے۔ جو درحقیقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا۔ مگر اس سے آپؐ خدا نہیں ہو گئے۔ بلکہ آپؐ کا ایک فعل خدا کی طرف منتقل ہو گیا۔ تو ایسی تمام پیشگوئیاں جو کسی مدعی کے مریدوں کے ذریعہ پوری ہوتی ہیں۔ مدعی ہی کی سمجھی جاتی ہیں۔ اور ایسے کاموں سے مدعی کا دعویٰ اس کی طرف منتقل نہیں ہو جاتا۔ بلکہ مرید کا کام مدعی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

فخر کا موجب

مَا رَمَیْتَ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام خدا تعالےٰ کی طرف منتقل ہو گیا۔ گویا یہ خدا تعالےٰ کا کام تھا۔ جو اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرایا۔ اور جب خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ اپنا کام ایک کرایا۔ تو آپؐ کے لئے بہت بڑی عزت کی بات تھی۔ اور یہ ہمیشہ ہی عزت و افتخار کی بات ہوا کرتی ہے۔ کہ کسی غلام سے آقا کا کام سرانجام پائے یا آقا اپنا کام اس سے کرانے کے لئے اسے کہے۔ یہی بات میرے ساتھ بھی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی پیشگوئی میرے ذریعے پوری ہو جائے۔ تو یہ میرے لئے فخر کی بات ہے۔ اور جیسا کہ ظاہر ہے۔ بہت سی پیشگوئیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میرے ہاتھ سے پوری ہوئیں اور بہت سے کام آپ کے میرے ذریعے ہوئے۔ بیشک یہ میرے لئے فخر کی بات ہے۔ کہ مجھ سے حضرت مسیح موعودؑ کے کام ہوئے۔ اور میں اپنے اس فخر کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق دمشق والی پیشگوئی میرے ذریعے پوری کرائی۔ اور بھی ہیں جو میرے ذریعے پوری ہوئیں۔ اور ایسی پیشگوئیاں ایک درجن سے زیادہ ہونگی۔ مگر میں ان سے یہ نہیں سمجھتا۔ کہ ان کے پورا ہونے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عہدہ میری طرف منتقل ہو گیا ہے۔ بلکہ میرا کام آپ کی طرف منسوب ہو گیا۔ اور اس طرح میرے لئے موجب فخر ہو گیا۔ دیکھو ملک کی حفاظت بادشاہ کا کام ہوتا ہے۔ لیکن جب بادشاہ اس کام کو ایک جرنیل کے سپرد کر دے۔ تو اس جرنیل کی عزت افزائی ہوتی ہے۔ اور وہ اگر اس پر فخر کرے۔ تو اس کا فخر بجا ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ حفاظت کا کام اس کے سپرد کر دینے سے وہ جرنیل بادشاہ نہیں ہو جاتا۔ اور نہ ہی بادشاہت اس کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس کا کام بادشاہ کی طرف انتقال پاتا ہے۔ پس یہ سچ ہے۔ کہ یہ میرے لئے فخر کی بات ہے۔ گو میں نے اس کا کبھی اظہار نہیں کیا۔ لیکن ہے یہ میرے فخر کا باعث۔ لیکن اس سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عہدہ میری طرف منتقل ہو گیا ہے۔ چونکہ آپؑ کے ذریعہ سے اور آپؑ کے انفاس قدسیہ کی مدد سے یہ کام کئے گئے ہیں۔ اس لئے آپؑ ہی ان کے مستحق بھی ہیں۔

سفرِ دمشق

میرا دمشق میں جانا کس وجہ سے ہوا۔ اور پھر کونسی کشش تھی۔ جو میری طرف لوگوں کو کھینچ کر لائی۔ کس بات نے اس ملک کے باشندوں میں ایک ہیجان پیدا کر دیا۔ کیا وہ یہی کشش نہ تھی۔ کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلیفہ ہوں۔ کیا یہی ایک بات نہ تھی۔ جس نے وہاں ایک ہیجان پیدا کر دیا۔ اس سے کیا یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ یہ کام مسیح موعودؑ ہی کا ہے۔ پس اگر مرزا محمود احمد کے نام سے وہاں جاتا۔ تو کوئی بھی میرے پاس نہ آتا۔ لیکن بحیثیت خلیفۃ المسیح میرا وہاں جانا لوگوں کو میرے پاس کھینچ کر لے آنے کا باعث ہوا۔ تو یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہی تھا۔ جو کشش کا باعث ہوا۔ اور جس نے لوگوں میں ایک ہیجان پیدا کر دیا۔ وہ لوگ مسیح موعودؑ کے منتظر تھے۔ اور اس بات پر بھی آمادہ تھے۔ کہ اگر مسیح ظاہر ہو۔ تو اس کے پاس جائیں۔ لیکن جب مسیح کا خلیفہ جس کے پاس مسیح کے بعد انہوں نے خود چل کے آنا تھا۔ خود ہی ان کے درمیان جا کھڑا ہو۔ تو وہ کیوں نہ اس کے گرد جمع ہوتے اور کیوں نہ ان میں ایک ہیجان پیدا ہو جاتا۔ انہوں نے جب دیکھا۔ یہ ایک ایسے شخص کا خلیفہ ہے۔ جو مسیح موعود ہونے کا مدعی ہے۔ تو فوراً ادھر متوجہ ہوئے۔ اور یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی توجہ کا ہی نتیجہ ہے اس صورت میں کون عقلمند انسان ایسا ہو سکتا ہے۔ جو یہ کہے کہ یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہیں۔ بلکہ کسی اور کا ہے۔

رجل فارس اور رجال فارس

غرض اسلام کی شان و شوکت کے لئے جو کام بھی ہماری جماعت میں ہوتا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہی طرف منسوب ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابنای فارس۔ مگر ایک دوسری روایت میں "رجال" کا لفظ بھی آیا ہے۔ یعنی ایک جگہ "رجل" کا لفظ استعمال کیا۔ اور دوسری جگہ "رجال" کا۔ اس میں یہی راز ہے۔ کہ درحقیقت کام تو ایک ہی رجل فارسؑ کا ہوگا۔ لیکن ہتھیار کے طور پر اور رجال بھی اسکے ساتھ لگا دیئے جائیں گے۔ اور جو اور رجال اس کے ساتھ لگائے جائیں گے۔ وہ اسی کا کام کریں گے۔ کیونکہ اصل کام اس ایک کا ہی ہوگا۔ اس میں اشارۃً یہ بات بتائی گئی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام میں ان کے خاندان کے اور افراد بھی بطور مددگار لگائے جائیں گے۔ پس میں جہاں تک سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک خطیب کا یہی مطلب ہوگا۔

انبیاء کی پیشگوئیوں کے اسرار

کوئی نبی ایسا نہیں ہوا۔ جس کی زندگی میں ہی اس کی ساری پیشگوئیاں پوری ہو گئی ہوں۔ بلکہ مبالغہ نہ ہوگا اگر میں یہ کہوں۔ چوتھا حصہ بھی ان پیشگوئیوں کا پورا نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر بعد میں پوری ہوتی ہیں۔ جس سے غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ ایک لمبے عرصہ تک دنیا ان نشانات کو دیکھ کر ان کی طرف متوجہ ہوتی رہے۔ مثلاً جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ کہا گیا۔ کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ تو کیا یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی

ہوگیا۔ اور تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچ گئی۔ تبلیغ تو شاید اس وقت تک بھی دنیا کے کناروں تک نہ پہنچی ہو۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود(ع) کے زمانہ سے لے کر اسوقت تک تبلیغ دور دور مقامات پر پہنچ گئی اور بعض ایسے مقامات پر پہنچ گئی کہ واقعی انکے متعلق کہا جاسکتا ہے۔ کہ وہ دنیا کا کنارہ ہیں۔ لیکن ابھی وہ وقت آنے والا ہے۔ جب کوئی کنارہ دنیا کا ایسا نہ ہوگا جسمیں تبلیغ نہ پہنچی ہوگی۔ اور یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ہی ہوا۔ اور بعد ہی ہو رہا ہے۔ اور پھر اس میں ایک آدمی ہی نہیں بہت سے آدمی کام کر رہے ہیں۔

اس پیشگوئی کے پورا کرنے میں لاکھوں آدمی شامل ہیں۔ اور ان لاکھوں کی کوشش سے یہ پوری ہو رہی ہے۔ لیکن دمشق کے متعلق جو ہوا۔ وہ اکیلے آدمی کے ذریعہ ہوا۔ اور مجھے اسپر فخر ہے۔ کہ وہ اکیلا آدمی میں ہی ہوں۔ میرے ذریعے خدا تعالےٰ نے اس پیشگوئی کو پورا کرایا۔ اس وقت اس خیال کو دور کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ جو اس کے متعلق ظاہر کیا گیا ہے۔ اس لئے میں اسے طول نہیں دینا چاہتا۔ صرف یہی پیشگوئی نہیں۔ جو مجھ سے پوری ہوئی ہے۔ بلکہ اور بھی ہیں۔ لیکن اس سے یہ نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود(ع) کی ادنیٰ سی مسیحیت بھی میری طرف منتقل ہوگئی۔ پس یہ ایک غلط فہمی ہے۔ اور جیسا کہ میں نے شروع میں بھی اس کے متعلق کہا۔ کہ یہ ایک غلط فہمی ہے۔ میں غلط فہمی اسے اس لئے کہتا ہوں۔ کہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ خطیب کا ہرگز یہ منشا نہیں ہوگا جو فقابت کے رنگ میں میرے سامنے بیان کیا گیا۔ بلکہ اس کی منشاء کے خلاف کچھ غلط فہمی ہوگئی ہے۔ جسے دور کر دینا چاہیئے۔

روحانیت کے سمجھنے میں غلط فہمیاں

اس کے بعد ایک اور مضمون ہے جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور جماعت کے لوگوں کو اس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ روحانیت پر جہاں ہماری جماعت زور دیتی ہے۔ وہاں بعض غلط فہمیاں بھی پیدا ہوگئی ہیں۔ اور وہ غلط فہمیاں روحانیت کے مفہوم کے متعلق ہیں۔ روحانیت کا وہ مفہوم نہیں ہے۔ جو عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اس کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ انسان کے اندر ایسی باریک طاقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جن سے وہ خدا تعالےٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔ اور ہر لحظہ اور بھی قریب ہوتا رہتا ہے۔ یعنی اس کے قرب پانے میں بہت کم واسطے ہوتے ہیں۔ وہ مادیت کو چھوڑتا جاتا ہے۔ اور جیسے جیسے کوئی مادیت کو چھوڑتا جاتا ہے۔ ویسے ویسے اس کے "واسطے" جو خدا تعالےٰ اور اس کے درمیان ہوتے ہیں کم ہوتے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے۔ کہ جتنی کوئی شئے مادی ہوتی ہے۔ اس کے اور خدا کے درمیان "واسطے" زیادہ ہوتے ہیں۔ اور جتنی کوئی شئے لطیف ہوتی ہے۔ واسطے کم ہوتے چلے جاتے ہیں گویا جو شئے لطیف بنتی جاتی ہے۔ خدا کے قریب ہوتی جاتی ہے۔

اور جو خدا کے قریب ہوتی جاتی ہے۔ وہ مادی واسطوں کو توڑتی جاتی ہے۔ لیکن جتنا کوئی مادیات میں ملوث ہوگا۔ اس کے درمیان "واسطے" بھی زیادہ ہونگے۔ مثلاً ایک شخص جو نہایت ہی مادی ہے اس کے لئے خدا تعالےٰ کے احکام بہت زیادہ واسطوں سے نازل ہوتے ہیں۔ ایک انسان ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ کسی کے گھر ماتم دیکھتا ہے۔ تو سمجھ لیتا ہے۔ یہ دنیا فانی ہے۔ اور مجھے بھی ایک دن مرنا ہے۔ میں آخرت کی فکر کروں۔ لیکن ایک اور شخص ہوتا ہے۔ جو بیمار کو دیکھ کر سمجھ جاتا ہے۔ کہ بیماری کا نتیجہ موت ہے۔ اس میں اس شخص کے سمجھنے کی نسبت واسطے کم ہوگئے۔ پھر ایک اور شخص ہے وہ احتیاج کو دیکھکر ہی سمجھ لیتا ہے۔ کہ انسان روزانہ کھاتا ہے۔ پیتا ہے۔ پہنتا ہے۔ اور اور طرح کی احتیاجوں میں پھنسا ہوا ہے۔ پس کوئی خدا ہے۔ جو سب احتیاجوں کا پورا کرنے والا ہے۔

روحانی ترقی

یہ تو موٹی مثالیں میں نے بیان کی ہیں۔ ہر امر میں روحانی ترقی کرنے والوں کے لئے واسطے کم ہوتے جاتے ہیں۔ اور جیسے جیسے کوئی شخص روحانیت میں ترقی کرتا جائیگا۔ ویسے ویسے خدا اور اس کے درمیانی واسطے بھی کم ہوتے جائیں گے۔ آخر انسان کی روحانیت یہاں تک ترقی کر جاتی ہے۔ کہ ملائکہ کے ذریعہ اس پر کشوف کھلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے سوا کوئی مادی واسطہ درمیان میں نہیں رہتا۔ پھر اور ترقی ہوتی ہے۔ اور بعض ایسے احکام نازل ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ جو پہلے شریعت میں موجود ہوتے ہیں۔ مگر توجہ دلانے کے لئے پھر نازل ہوتے ہیں۔ پھر اور آگے ترقی ہوتی ہے۔ اور ایسے مقام پر انسان پہنچ جاتا ہے۔ جہاں ملائکہ بھی درمیان سے ہٹ جاتے ہیں۔ یعنی ملائکہ کا جو واسطہ درمیان میں ہوتا ہے۔ وہ بھی نہیں رہتا اور ملائکہ بجائے واسطہ ہونے کے اس کلام کے ساتھ چوکیدار کے طور پر آتے ہیں۔ تب انسان ایسا کامل ہو جاتا ہے۔ کہ نہ صرف لفظوں میں ہی خدا کا کلام اس پر اترتا ہے۔ بلکہ ہر وقت اس کے قلب پر اس کے انوار کا پرتو پڑتا رہتا ہے۔ یہ حالت کسی کو نماز میں رونا آجانے سے نہیں پیدا ہو سکتی۔ کیونکہ یہ طبعی حالات سے تعلق رکھتی ہے مادی ذرائع سے مادی اشیاء اور مادی لذائذ ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ جیسے کھانے سے زبان کو مزہ آتا ہے۔ وہ اذکار وغیرہ جن کا مادیات سے تعلق ہوتا ہے۔ ان سے کچھ مزہ تو آتا ہے۔ لیکن روحانیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ جیسے کھانے سے مزہ تو آتا ہے۔ لیکن یہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ مزہ بھی حاصل ہو جائے۔ جو ایک دوست کے ملنے کی خوشی سے حاصل ہوتا ہے۔

عارضی خوشی

دنیا میں دو قسم کی لذتیں ہیں۔ ایک انسان کے اندر سے آتی ہے اور ایک باہر سے۔ تمام وہ اذکار اوراد اور وظیفے جو عام طور پر کئے جاتے ہیں۔ تمام کے تمام ظاہری ہوتے ہیں۔ ان کے ذریعے زیادہ سے زیادہ اگر کچھ ہوتا ہے۔ تو یہ ہوتا ہے کہ انسان میں جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی مثال بعینہٖ یہ ہوتی ہے۔ جیسے کوئی شخص سخت گھبرایا ہوا ہو۔ غموں فکروں اور صدموں کا مارا ہوا ہو۔ ایسے افیون کھلا دی جائے۔ یا بھنگ پلا دی جائے۔ یا شراب پلا دی جائے۔ اس سے کچھ دیر کے لئے وہ شخص غموں سے نجات پا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے احساسات مار دیئے جاتے ہیں۔ لیکن اس طرح حقیقی خوشی نہیں حاصل ہوتی۔ لیکن چونکہ اس کے غم فکر اور جذبات کو مار دیا جاتا ہے۔ اس لئے وہ شخص سمجھتا ہے۔ مجھے خوشی حاصل ہوگئی۔ حالانکہ یہ خوشی نہیں۔ اور اگر یہ خوشی ہے۔ تو وہ ایسی نہیں۔ جو اندر سے پیدا ہوئی۔ بلکہ یہ ایسی ہے۔ جو باہر سے آئی۔ اور چونکہ وہ باہر سے آئی ہے۔ اس لئے حقیقی خوشی نہیں ہے۔

ظاہری اعمال کا نتیجہ

حقیقی خوشی وہ ہوتی ہے۔ جو اندر سے پیدا ہو۔ جو باہر سے ہے وہ نقلی ہے آگے نقلی خوشی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو اصل کو دبانے کے لئے آتی ہے۔ اور دوسری وہ جو اصلی سے ہٹا دیتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک تو شراب سے طاقت دی جاتی ہے۔ دوسرے ورزش سے طاقت دی جاتی ہے۔ دنیا میں نہ کوئی عقلمند ایسا ہے۔ اور نہ کوئی ڈاکٹر جو ان دونوں طاقتوں کو برابر کہے۔ ایک Stimulants دوائیاں ہوتی ہیں۔ جو عارضی طور پر طاقت دیتی ہیں۔ اور جب ان کا نشہ اور اثر اتر جاتا ہے۔ تو وہ اصلی طاقت کو بھی کم کر دیتی ہیں۔ اور ایک قسم کی Exhaustion (ضعف و کمزوری) پیدا کر دیتی ہیں۔ مثلاً شراب سے عارضی طاقت پیدا کی جاتی ہے۔ اور کچھ دیر کے لئے غموں اور فکروں کو مار دیا جاتا ہے۔ لیکن ایک اس قسم کی دوائیاں ہوتی ہیں۔ جن سے مستقل طاقت پیدا کی جاتی ہے نماز روزہ وغیرہ ظاہری عبادات اسی قسم کے اعمال ہیں۔ جو اصلی خوشی کا راستہ صاف کرنے کے لئے ہیں۔ ان سے گویا وہ طاقت پیدا ہوتی ہے۔ جو ورزش سے حاصل ہوتی ہے۔ اور جو اس طاقت کی طرح عارضی نہیں ہوتی۔ جو شراب یا افیون یا بھنگ سے پیدا کی جاتی ہے۔ یہ بے شک ظاہری پابندیاں ہیں۔ مگر یہ ایسی ہیں۔ جن سے ایک ایسا سوراخ پیدا ہوتا ہے۔ جس سے روحانیت کا وہ پانی انسان کے قلب میں پھوٹتا ہے جو درحقیقت انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے۔ اور اس سے ایسی طاقت پیدا ہونی شروع ہوتی ہے۔ جو رفتہ رفتہ انسان کو پوری روحانیت

میں سے آتی ہے۔ لیکن وہ طاقت جو اوراد وغیرہ مصنوعی طریقوں سے پیدا کی جاتی ہے۔ شراب یا کسی اور ایسی چیز کے ذریعہ پیدا شدہ طاقت کی طرح ہوتی ہے۔ جو عارضی ہوتی ہے اور ایک حد تک قوت واہمہ کو بڑھاتی ہیں۔ اور تمام وہ چیزیں جو قوت واہمہ کو بڑھاتی ہیں۔ ہلاک ہوتی ہیں۔ لیکن خدا کی طرف سے جو اعمال کرنے کا حکم ہے وہ [illegible] ہیں۔ ان سے ایک قسم کی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ قوت واہمہ کو مار دیتے ہیں۔

ایک دوست کا قصہ

ہمارے ایک دوست ہیں۔ وہ کچھ عرصہ پہلے ورد وظائف اور اذکار وغیرہ کے متعلق گفتگو کرتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ گفتگو اس مقام پر پہنچی۔ کہ ورد وظائف سے بڑی لذت آتی ہے۔ میں نے کہا لذت تو آتی ہے۔ لیکن لذت ہی اگر مراد ہے۔ تو لذت تو بھنگ پینے والے کو بھی آتی ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں۔ صرف لذت ہی لذت رہتی ہے۔ یا کچھ ملتا بھی ہے۔ اس پر وہ ہنس پڑے اور کہنے لگے۔ ہمارے ایک پیر تھے۔ جو کئی طرح کے ورد وظائف میں مشغول رہتے۔ اور کہتے میں عرش پر سجدہ کرتا ہوں۔ لیکن جب فصل کا وقت آتا تو گھر بہ گھر پھرتے اور غلہ جمع کرتے۔ سجدہ عرش پر کرتے تھے۔ اور سوال یہاں لوگوں سے کرتے تھے حالانکہ سوال کرنا منع ہے۔ جو شخص عرش پر سجدہ کرتا ہو۔ اس کے پاس تو ہر ایک چیز ہونی چاہیئے۔ اور اسے کسی سے سوال نہ کرنا چاہیئے۔ مگر اس شخص کی یہ حالت تھی۔ کہ لوگوں سے تو کہتا۔ کہ میں عرش پر سجدہ کرتا ہوں۔ مگر سوال دوسروں سے کرتا۔ حالانکہ مومن تو اپنے کام کا صلہ لینا بھی پسند نہیں کرتا۔ کجا یہ کہ سوال کے لئے ہاتھ پھیلائے۔

کام کا صلہ

دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بھی کام دنیا میں کیا۔ سراسر دنیا کی بھلائی کے لئے کیا۔ مگر باوجود اس کے آپ نے کبھی کوئی صلہ طلب نہیں کیا۔ بلکہ یہی فرماتے رہے۔ ہم اس کا اجر نہیں مانگتے۔ باوجود اس کے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجر طلب نہیں کیا خدا نے آپ کو دیا۔ یہ جو ہزارہا انسان آپ پر درود پڑھتے ہیں۔ یہ اجر ہی ہے۔ اگر آپ وہ کام نہ کرتے جو آپ نے دنیا کے لئے کئے۔ تو کون آپ پر درود بھیجتا۔ غرض آپ کو اجر تو ملا۔ لیکن آپ کے دل میں یہ خواہش نہ تھی۔ کہ ملے۔ مگر اللہ تعالیٰ دلاتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے۔ کہ وہ بندوں کو ناشکرا نہیں بنانا چاہتا۔ غرض مومن اگر کوئی کام کرتا ہے۔ تو اس کے اجر کے لئے سوال نہیں کرتا۔ لیکن خدا تعالےٰ جب اسے دلاتا ہے۔ تو پھر انکار بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ یہ بھی جانتا ہے۔ کہ انکار سے کفران نعمت لازم آتا ہے۔ مگر ایک شخص سجدہ تو عرش پر کرتا ہے۔ مگر اس کی خواہشات مٹتی نہیں۔ جو لذت اسے ورد وظائف سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ دراصل بھنگ پینے والوں کی لذت کے برابر ہے۔

حقیقی روحانیت کیا ہے

حقیقی روحانیت اس تعلق باللہ کا نام ہے۔ جس سے کہ بلا واسطہ ایک شخص اپنے تعلق خدا کے ساتھ محسوس کرتا ہے۔ اور جس سے رفتہ رفتہ وہ ایک ایسے مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ کہ فرشتوں کو بھی درمیان سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ معراج میں یہی ہوا۔ ایک مقام پر پہنچ کر جبرئیل بھی رک گئے۔ مگر یہ بات اوراد کے ذریعہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ ان طریقوں پر عمل کرنے سے ہو سکتی ہے۔ جو شریعت نے مقرر کئے ہیں۔

بھنگ کا نشہ

یہ آخری زمانہ کے لوگ جو بدعتی ہیں لوگوں کو بھنگ وغیرہ پلا کر نظارے دکھاتے اور کئی کئی دنوں کے نظارے دکھاتے ہیں۔ جس سے لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ بس جی! پیر صاحب بڑے باکمال ہیں کہ انہوں نے لمبے عرصہ کے نظارے تھوڑے وقت میں دکھا دیئے مگر یہ پیر صاحب کا کمال نہیں ہوتا۔ بلکہ بھنگ کا کمال ہوتا ہے۔ بھنگ پینے والے کو وقت لمبا نظر آتا ہے۔ اب بھنگ پینے والا اگر بھنگ کے نشہ اور اثر کے نیچے کوئی خواب دیکھے۔ تو اسے بڑا لمبا نظر آئیگا۔ میں نے دیکھا ہے۔ بعض نادان یہ کہہ کر بڑے خوش ہوتے ہیں۔ کہ ہمارے پیر صاحب بڑے صاحب کمال ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی توجہ سے ہمیں چھ چھ ماہ کا نظارہ تھوڑے سے وقت میں دکھا دیا۔ حالانکہ لمبے عرصے کے صحیح حالات کو تھوڑے سے وقت میں دیکھنا بہت کم ہوتا ہے۔ میں نے ساری عمر میں ایک ہی ایسی خواب دیکھی۔ جس میں دو دن کا نظارہ تھوڑے سے وقت میں دیکھا مگر یہ لوگ جو روحانیت سے بالکل کورے ہوتے ہیں۔ اس قسم کے دعوے کرتے ہیں۔ جیسے روحانیت میں بڑے باکمال ہیں۔ مگر جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ کہ وہ روحانیت نہیں ہوتی بھنگ ہوتی ہے۔ یا کوئی اور نشہ کچھ عرصہ کے لئے لذت دیتی ہے۔ پس میں اپنی جماعت کے دوستوں کو کہتا ہوں۔ کہ وہ حقیقی روحانیت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ نہ کہ ان لذتوں سے یہ سمجھ لیں۔ کہ ہم نے روحانیت پالی۔

بحالی صحت کیلئے سفر کا اعلان

میں یہ اعلان بھی کرنا چاہتا ہوں۔ کہ صحت کی خرابی کی وجہ سے جو پہلے سے چلی آتی ہے۔ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ کچھ دنوں کے لئے کسی پہاڑی علاقہ میں جاؤں۔ میں انشاء اللہ تعالےٰ جمعرات کو یہاں سے چلوں گا۔ چونکہ اس جمعہ کے بعد کوئی اور جمعہ ایسا نہیں آئیگا۔ جس میں اعلان کر سکوں۔ اس لئے میں اس جمعہ میں ہی اعلان کرتا ہوں۔ مولوی شیر علی صاحب میرے بعد مقامی جماعت کے امیر ہونگے۔ ضروری امور کے لئے ایک سب کمیٹی ان کے ساتھ ہوگی۔ جس کے میاں بشیر احمد صاحب۔ مولوی سرور شاہ صاحب اور ماسٹر محمد دین صاحب ممبر ہونگے۔ ان تینوں کو اس لحاظ سے اس کمیٹی میں رکھا گیا ہے۔ کہ میاں بشیر احمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے اور پھر علمی لحاظ سے جو ان کا اثر ہے۔ اس کی وجہ سے ان کو اس کمیٹی میں شامل کیا گیا ہے۔ دوسرے دونوں شخصوں کو اس لحاظ سے کہ ان کا دونوں سکولوں سے تعلق ہے۔ سکولوں کی تعداد مجتمع اور زیادہ ہے مولوی شیر علی صاحب اس سب کمیٹی کے مشورے سے ضروری امور طے کرینگے۔

فرمانبرداری غلامی نہیں

مجھے افسوس ہے۔ کہ ہماری جماعت میں ابھی ایسا رنگ نہیں پیدا ہوا۔ کہ جس کے ساتھ خاص تعلق نہ ہو۔ اسے اگر کسی کام پر مقرر کیا جائے۔ تو اس کی بھی مانیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ لوگ جس کے ساتھ تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ اسکی تو مان لیتے ہیں اور دوسرے کی نہیں مانتے حالانکہ اصل فرمانبرداری یہ ہے کہ سلسلے کے مفاد کیلئے سب کی مانیں۔ بعض لوگ غلطی سے فرمانبرداری کو غلامی سمجھتے ہیں۔ مگر فرمانبرداری غلامی نہیں ہے غلامی اور چیز ہے اور فرمانبرداری اور چیز۔ دنیا میں سب سے زیادہ آزادی پھیلانے والے انبیاء اور ان کی جماعتیں ہوتی ہیں اور وہی سب سے زیادہ فرمانبردار ہوتی ہیں۔ اگر فرمانبرداری غلامی ہوتی۔ تو نہ انبیاء فرمانبردار ہوتے۔ اور نہ ان کی جماعتیں۔ پس یہ غلط خیال ہے۔ کہ فرمانبرداری غلامی ہے۔ یورپ کی جتنی قومیں ہیں۔ سب فرمانبرداری کرتی ہیں۔ لیکن وہی اس وقت سب سے زیادہ آزاد سمجھی جاتی ہیں۔

ہماری سیاست

پھر بعض نادان ایسے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ ہمارے اندر سیاست تو ہے نہیں پھر ہم کیوں کسی کی مانیں۔ لیکن یہ بھی غلط بات ہے۔ ہمارے اندر سیاست ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس حکومت نہیں۔ تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہم ان امور میں جن کو گورنمنٹ نے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ کچھ نہیں کر سکتے۔ اور ان کے لئے اس کے پاس جانے کے لئے مجبور ہیں۔ لیکن اسکے علاوہ جو اور امور ہیں۔ وہ ہماری سیاست۔ پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم میں سیاست نہیں وہ نادان ہیں وہ سیاست کو سمجھتے ہی نہیں۔ سیاست کے یہی معنے ہیں کہ کسی کو کسی اصول پر چلایا جائے۔ اور وہ تمام امور جن میں دنیاوی گورنمنٹ دخل نہیں رکھتی۔ خلیفہ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور خلیفہ جماعت کو ان پر چلاتا ہے۔ یعنی ان تمام امور کو مستثنےٰ کر کے جن کو گورنمنٹ اپنے لئے مخصوص

کرلیتی ہے۔ باقی ساری خلیفہ کی سیاست ہوتی ہے۔ مثلاً گورنمنٹ کہتی ہے۔ چوری نہ کرو۔ قتل نہ کرو۔ لیکن اگر کوئی کرے۔ تو کہتی ہے۔ اسے ہمارے پاس لاؤ۔ اس سے وہ اپنے قانون کے مطابق سلوک کرتی ہے۔ اور لوگ مجبور ہیں کہ اس قسم کے معاملات میں اس کے پاس جائیں۔ لیکن وہ امور جن میں گورنمنٹ نے آزادی دی ہے۔ کہ اپنے طور پر طے کرلو۔ وہ خلیفہ کی سیاست کے ماتحت ہیں۔ جو شخص یہ نہیں مانتا۔ کہ خلیفہ کی بھی سیاست ہے۔ وہ خلیفہ کی بیعت ہی کیا کرتا ہے۔ اس کی کوئی بیعت نہیں۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ ہماری سیاست گورنمنٹ کی سیاست سے بھی زیادہ ہے خلیفہ کے لئے سیاست وہی عقیدہ ہے۔ جس کے لئے گیارہ سال سے میں غیر مبایعین سے جھگڑ رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم میں سیاست نہیں۔ اور جب سیاست نہیں۔ تو خلیفہ بھی نہیں کیونکہ خلیفہ بغیر سیاست کے نہیں ہو سکتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ہم میں سیاست ہے۔

اقسام سیاست

دراصل سیاست دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک سیاست تلوار والی۔ اور دوسری محبت والی خلیفہ کے پاس محبت والی سیاست ہوتی ہے۔ وہ حکم دیتا ہے۔ مانو۔ بس مان لیا جاتا ہے۔ لیکن گورنمنٹ کہتی ہے مانو نہیں تو سر اڑا دیا جائے گا۔ ان دونوں سیاستوں میں کتنا عظیم الشان فرق ہے۔ خلیفہ کو صرف زبان سے کہنا پڑتا ہے۔ اور لوگ مان لیتے ہیں۔ مگر گورنمنٹ کو تلوار کی دھمکی دینی پڑتی ہے۔ اور لوگ پھر بھی انکار کر جاتے ہیں۔ تو خلیفہ کی سیاست گورنمنٹ کی سیاست سے بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ بھی یہ مانتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس نے الیکشن کے قانون میں یہ رکھا ہے۔ کہ وہ شخص جو روحانی پیشوا ہو۔ اور جس کے حکم کے متعلق اس کے ماتحت سمجھتے ہوں۔ کہ اگر نہ مانیں گے تو دین و دنیا میں نقصان ہوگا۔ اور جہنم میں جائینگے۔ وہ الیکشن کے موقعہ پر اپنے مریدوں کو حکم نہ دے۔ کہ فلاں کو ووٹ دو یا نہ دو۔ ہاں مشورہ دے سکتا ہے۔

سیاست خلیفہ کا منکر

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ تو بار بار فرمایا کرتے تھے بلکہ اکثر آپؓ اس کے متعلق ڈانٹا بھی کرتے تھے۔ میں نے ڈانٹنا تو الگ رہا۔ کبھی اس بات کو دہرایا تک نہیں۔ مگر میرے ایسا کرنے کے یہ معنے نہیں۔ کہ یہ مضمون ہی باطل ہوگیا۔ مضمون بالکل ویسا ہی ہے۔ اور درست ہے۔ لیکن یہ میرا طریق نہیں۔ کہ اس قسم کی باتوں کو جو میرے متعلق ہوں بیان کروں۔ جہاں تک کسی معاملے کا میری ذات سے تعلق ہوتا ہے۔ میں اس سے اجتناب کرتا ہوں۔ چنانچہ میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ میری خلافت کے زمانہ میں جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ سے دگنا ہے۔ یہ مضمون اتنا نہیں دہرایا گیا۔ جتنا حضرت خلیفہ اول رضؓ کے زمانہ میں۔ اور اگر غور کیا جائے۔ تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں یہ مضمون دس گنا زیادہ نکل آئیگا۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ میں نے اس کے بیان کرنے سے اجتناب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیان کرنے کی طاقت دی ہے۔ اور اس نے یہ طاقت بھی بخشی ہے۔ کہ میں اس سے اپنے دشمن پر غالب بھی آجاتا ہوں۔ مگر پھر جو میں نے اس امر کو بیان نہیں کیا۔ تو اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ میں ان امور کے بیان کرنے سے اجتناب کرتا ہوں۔ جن کا تعلق میری ذات سے متعلق ہوتا ہے۔ پس اس سیاست کے مسئلے کو اگر میں نے بار بار بیان نہیں کیا۔ تو اس کی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ میں نے اس سے جان بوجھ کر اجتناب کیا۔ آپ لوگوں کو یہ بات خود سمجھ لینی چاہیئے۔ کہ خلافت کے ساتھ ساتھ سیاست بھی ہے۔ اور جو شخص یہ نہیں مانتا۔ وہ جھوٹی بیعت کرتا ہے۔ جو سمجھنے والے ہیں۔ وہ تو سمجھ لیں گے۔ لیکن جو نہیں سمجھتے۔ میں ان سے کہتا ہوں۔ کہ کان کھول کر سن لیں کہ ان تمام امور میں کہ جن میں گورنمنٹ اپنے پاس آنے کے لئے مجبور نہیں کرتی۔ سب پر خلیفہ کا حکم ہے۔ اور جو یہ بات سمجھ کر بیعت نہیں کرتا۔ وہ درحقیقت بیعت ہی نہیں کرتا

خدا پرستی سیکھو

پھر جس طرح خلیفہ کا حکم ماننا ضروری ہے اسی طرح خلیفہ جو نائب مقرر کرتا ہے۔ اس کا حکم ماننا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ قانون کی پابندی ہر حال میں ضروری ہے۔ وہ شخص انسان پرست ہے۔ خدا پرست نہیں۔ جو میری ہی مانتا ہے اور میرے مقرر کردہ دوسروں کی نہیں مانتا ایسا انسان دراصل خدا کا حکم نہیں مانتا۔* وہ اپنا انجام سوچ لے۔ پس مجھے اس اطاعت میں ہی خوشی ہو سکتی ہے۔ جو قانون یعنے خدا کے حکم کے ماتحت ہو۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ ان کی اطاعت بھی کی جائے۔ اور ان کا کہا بھی مانا جائے۔ جن کو کسی کام کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔

میں اپنے بعد یہاں کی جماعت کا امیر مولوی شیر علی صاحب کو مقرر کرتا ہوں۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ ان کی اطاعت کریں۔

یہ ایک مسئلہ ہے۔ جس کی یہاں کی جماعت کو بھی ضرورت ہے اور باہر کی جماعتوں کو بھی۔ کیونکہ باہر سے بھی آواز آتی ہے کہ ہم میں سیاست نہیں۔ اس لئے کس کی مانیں۔ ہم کہتے ہیں سیاست تو ہے۔ حکومت نہیں۔ اور میرے نزدیک اگر کوئی شخص یہ نہیں مانتا۔ تو وہ گویا بیعت ہی نہیں کرتا۔ نبوت اور کفر و اسلام کے مسئلے میں اختلاف کرتے ہوئے ایک شخص بیعت کر سکتا ہے۔ لیکن خلافت کے اس مسئلے میں اختلاف کرکے بیعت نہیں کر سکتا۔ دیکھو یہ سمجھتے ہوئے کہ فلاں شخص نے غیبت کی یا جھوٹ بولا ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن یہ سمجھ کر کہ یہ بے وضو کھڑا ہے۔ ہرگز اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ جسے خبر نہیں کہ امام بے وضو کھڑا ہے۔ اس کی نماز تو ہو جائیگی۔ مگر جسے خبر ہے۔ اس کی نماز نہیں ہوگی۔ کیونکہ امامت کا جو مفہوم تھا۔ وہ نہ رہا۔ اسی طرح نکاح تو ہو سکتا ہے۔ کہ عورت عیسائی ہو اور مرد مسلمان لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک بھائی اور بہن میں نکاح ہو جائے پس خلیفہ کے احکام کی اطاعت ایک ایسا ضروری امر ہے کہ جو اس کا اقرار نہیں کرتا۔ بلکہ اس سے اختلاف رکھتا ہے وہ بیعت میں بھی شامل نہیں ہو سکتا۔

دوستوں کو یہ بات سمجھ لینی چاہیئے۔ کہ سوائے ان امور کے کہ جن میں نص شرعی موجود ہو یا جن کو گورنمنٹ نے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہو۔ باقی سب میں خلیفہ کی سیاست ہے۔ خواہ وہ روحانی ہوں یا اخلاقی ہوں یا جسمانی ہوں یا تمدنی ہوں ان میں خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہیئے۔

ذمہ واریوں کو ادا کرو

ہمارے ذمے بڑی بڑی باتیں ہیں۔ لیکن ہم چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑتے رہتے ہیں۔ اور بڑی بڑی ذمہ داریاں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمارے ذمہ ہیں۔ ہم سے رہ جاتی ہیں۔ آخر ایمان کیا ہے؟ اس پر غور کرنا چاہیئے۔ مجھے تو یہ بیان کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ کہ ہماری جماعت کے لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں میں لڑ کر بڑی ذمہ واریوں کے ادا کرنے سے رہ جاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے ہم فلاں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ کیونکہ ہم سے اس کی لڑائی ہوئی ہے۔ نماز تو فاسق و فاجر کے پیچھے بھی جائز ہے۔ مگر دیکھا یہ جاتا ہے۔ کہ ذرا کسی بات پر جھگڑا ہوا تو کہہ دیا کہ میرا فلاں کے ساتھ جھگڑا ہے۔ میں اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اور بعض نے تو بالصراحت کہا چنانچہ ایک جگہ سے رپورٹ آئی۔ جس میں ایک شخص کے متعلق لکھا تھا۔ کہ وہ کہتا ہے۔ فاسق اور فاجر کے پیچھے تو نماز ہو سکتی ہے۔ لیکن فلاں کے پیچھے نہیں۔ مگر میرا مذہب یہ ہے۔ اور یقیناً یہ صحیح ہے۔ کہ اگر کوئی یہاں تک بھی دیکھ لے۔ کہ اس کے کسی عزیز یا رشتہ دار کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ تو اس کے پیچھے بھی نماز پڑھ لینی جائز ہے۔ ہاں اگر وہ کثرت رائے سے امامت سے الگ کر دیا جائے۔ تو پھر اس کے پیچھے نماز قطعی کے لئے امام کو بھی حکم ہے

(باقی دیکھو)

* اور جو خلیفہ کا [illegible] نہیں مانتا

کہ وہ امامت سے ہٹ جائے۔ یا پھر اسوقت اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔ جب اس شخص پر عدالت کی طرف سے الزام لگا دیا جائے۔ اور اس کو اس فعل کا ملزم قرار دیا جائے۔ ان حالات کو دیکھ کر مجھے کہنا پڑتا ہے کہ ان امور میں ہمارے لئے ابھی اور اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور ساتھ ساتھ دعا بھی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ دعا کے بغیر ہم خدا تعالیٰ کی توجہ کو کھینچ نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لوگوں سے کہدو کہ وہ خدا کو نہیں پکارینگے۔ تو خدا تعالیٰ کو ان کی پرواہ ہی کیا ہے۔ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ۔ سلسلہ کے پھیلانے کے یہی معنے ہیں۔ کہ سب سلسلوں کو تباہ کر دیا جائے اور اگر ہم کچھ نہ کریں۔ تو یہ خیال کرنا کہ خدا تعالیٰ ہمارے لئے ساری دنیا کو تباہ کر دیگا۔ کیسی بے وقوفی کی بات ہے ہمیں اپنی طرف سے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا چاہیئے پھر خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہمارے لئے جوش میں آئیگی

مولوی محمد احسن کی وفات

اس کے بعد میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں۔ کہ یہ بری خبر آئی ہے۔ مولوی محمد احسن صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ ان کا اختلاف ایسی عمر میں ہم سے ہوا۔ جب انسانی عقل کمزور ہو جاتی ہے۔ اور قویٰ میں فتور واقع ہو جاتا ہے۔ تاہم وہ باوجود اختلاف کے مجھے خط لکھتے رہتے اور اپنا تعلق ظاہر کرتے رہے۔ بیماری کے ان آخری ایام میں بھی انہوں نے لکھا۔ کہ کوئی آدمی بھیجیں۔ مگر میں نے ارادتاً خاموشی اختیار کی۔ کہ کہیں کوئی اور فتنہ نہ پیدا ہو جائے۔ ان کی وفات کے متعلق جس شخص نے رپورٹ دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنی وفات کے قریب بار بار آپ کو یاد کرتے تھے۔ ان کے لئے بعض مجبوریاں بھی تھیں۔ ان کی حالت ایک فالج زدہ شخص کی سی تھی۔ وہ نہ اپنے آپ پاخانہ کر سکتے تھے نہ بیٹھ سکتے تھے۔ اور بڑھاپے میں ایسی باتیں پیدا ہو جاتی ہیں ایسی حالت میں جبکہ وہ دوسروں کے سہارے زندگی گذارتے تھے۔ انہوں نے جو کمزوری دکھائی۔ وہ قابل معافی ہو سکتی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابی تھے۔ گو بعد میں ان کو ہمارے ساتھ اختلاف ہو گیا۔ مگر یہ جو عقیدت اور اخلاص ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھا۔ وہ اپنے رنگ میں خاص تھا۔ وہ ہر بات میں سے حضرت صاحب کی صداقت کا ثبوت نکالا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی اس عادت کو دیکھ کر ایک دفعہ یہاں تک کہا گیا۔ کہ ان سے اگر اینٹ کی تعریف پوچھی جائے۔ تو اس سے بھی وہ حضرت صاحب کی تائید کا پہلو نکال لینگے۔ غرض وہ حضرت صاحب کے پرانے صحابی تھے۔ اور بڑھاپے میں ان سے کوئی کمزوری ہوئی۔ اس میں وہ ایک حد تک مجبور تھے۔

ان سے ایک اہم غلطی بھی ہوئی۔ جو میرے متعلق ہے اور میں معاف کرتا ہوں۔ وہ غلطی یہ ہے۔ کہ انہوں نے میرے متعلق کہا تھا۔ کہ میں نے ہی اسے خلیفہ بنایا تھا میں ہی اسے معزول کرتا ہوں۔ میرے خیال میں اس کی سزا دنیا میں انہیں کافی مل گئی ہے۔ اور ایسے وقت میں سزا مل جانے سے میں سمجھتا ہوں۔ کہ ان کا قصور معاف ہو گیا ہو گا اس وقت میں نماز کے بعد ان کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ سب لوگ میرے ساتھ شامل ہوں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ایسے قصوروں پر جنازہ پڑھنا درست نہیں۔ لیکن جب تک کسی کے جنازہ پڑھنے سے روکا نہ جائے۔ اور اس کے لئے صریح حکم نہ مل جائے۔ اسوقت تک پڑھنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو ابی ابن سلول منافق کا جنازہ بھی پڑھا تھا۔ بعض لوگ اسے یہاں تک وسعت دیتے ہیں۔ کہ عیسائیوں کا جنازہ بھی پڑھ لینا چاہیئے لیکن یہ آواز چونکہ ایک یا دو کی ہے اس لئے میں اس پر عمل کرنے سے ڈرتا ہوں۔ پھر اس کے لئے کوئی شرعی سند بھی نہیں۔ اگر کوئی ہوتی۔ تو پھر اس کی بھی کوشش کرتا۔ مولوی صاحب تو پھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ آج نماز کے بعد ان کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ سب دوست اس میں شامل ہوں۔

دعا گو یہ لوگ ہم سے اختلاف رکھتے ہیں۔ تاہم ایسے موقعوں پر یہ دعا بھی کرنی چاہیئے۔ کہ خدا ان کو ایسے رنگ میں وفات دے۔ کہ ان کے متعلق جنازہ پڑھتے وقت کسی قسم کا انقباض پیدا نہ ہو۔ جو ان کے لئے دعا کرنے سے روکے۔ اور نہ ہی یہ خلافت کے انکار اور دیگر مسائل میں اختلاف کا گناہ اپنے سر پر لے جائیں۔

ملتان کالج میں اعلیٰ تعلیم کے لئے مزید سہولتیں

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

گورنمنٹ کالج ملتان میں دو جدید شعبوں کا اضافہ کیا گیا ہے آرٹس اور سائنس فیکلٹی کی جماعتوں کے علاوہ اب کالج میں ان طلباء کے لئے جو تجارت انجنیری طب اور معلمی کا پیشہ اختیار کرنا چاہیں۔ ہر قسم کی سہولت مہیا کی جائیگی۔ جدید شعبے مندرجہ ذیل ہیں:-

(۱) بایولوجیکل سیکشن۔ ایک وسیع اور آلات و سامان سے آراستہ لیبوریٹری تیار کی گئی ہے۔ میٹریکولیشن کے نتائج نکلنے کے بعد ایف۔ ایس۔سی کلاس (میڈیکل گروپ) جاری کرنے کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ مغربی پنجاب کے جن طلباء کو پہلے لاہور کے میڈیکل کالج میں داخل ہونے کے لئے لاہور جیسی جگہ کے اخراجات اور مشکلات برداشت کرنا پڑتی تھیں۔ ان کے لئے نیا انتظام نعمت سے کم نہیں ہو گا۔

(۲) ایڈوانسڈ (اعلیٰ معیار کا) کلریکل سیکشن:- ایک "پوسٹ میٹرک کلریکل کلاس" جاری کی گئی ہے۔ تاکہ ان طلباء کو جو میٹریکولیشن پاس کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے ذرائع نہیں رکھتے۔ اور بنکوں دوکانوں یا سرکاری دفتروں میں ملازمت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کلرکی کے متعلق پیشہ وری تعلیم دی جا سکے۔ اُمید ہے۔ کہ ایک اچھے میٹرک کو یہ نصاب ختم کرنے کے بعد ایک معمولی گریجوایٹ سے ملازمت کے زیادہ مواقع ملیں گے۔ اس جماعت میں سال رواں کے لئے چند میٹریکولیشن پاس طلباء کی گنجائش ہے۔ قابل اُمیدواروں کی فیس نصف لی جائیگی۔ اور علاوہ ازیں انہیں دس دس روپیہ فی کس کے سرکاری سٹائیپنڈ (وظائف) دیئے جائینگے۔

بعض ہندو اور مسلم خیراتی انجمنوں نے اس کالج کے طلباء کے لئے متعدد اور وظائف مقرر کر رکھے ہیں۔ جو ان طلباء کو ملینگے جن کی پرنسپل صاحب سفارش کریں۔

فہرستہائے انتخاب کی تاریخ اشاعت

(۱) لیجسلیٹو کونسل پنجاب اور لیجسلیٹو اسمبلی کے عام اور خاص حلقہ ہائے انتخاب کے متعلق رائے دہندگان کی فہرستیں ۱۹ر اگست ۱۹۲۶ء کو شائع کی جائینگی (۲) تمام دعاوی جو فہرستہائے انتخاب میں نئے ناموں کے درج کرانے کے متعلق ہوں۔ اور تمام اعتراضات جو درج شدہ ناموں کے خارج کرانے کے متعلق ہوں۔ فہرستوں کی تاریخ اشاعت سے اکیس دن کے اندر پیش کئے جانے چاہئیں (۳) دعاوی اور اعتراضات پیش کرنے کا طریقہ اس نوٹس میں درج کر دیا گیا ہے۔ جو فہرستہائے انتخاب کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے (۴) فہرستہائے انتخاب کی نظر ثانی کے متعلق ضوابط پنجاب گورنمنٹ گزٹ کی غیر معمولی اشاعت مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۲۳ء میں شائع ہو چکے ہوئے ہیں۔ جو صاحب کمشنر انتخابات (الیکشن کمشنر) کے دفتر سے دستیاب ہو سکتے ہیں (۵) جملہ حلقہائے نیابت کی انتخابی فہرستوں کی کاپیاں مورخہ ۹ اگست ۱۹۲۶ء کو یا اس کے بعد صاحب کمشنر انتخابات پنجاب کے دفتر سے خرید کی جا سکتی ہیں۔ ہر ضلع کے متعلقہ انتخابی فہرستوں کی کاپیاں بھی اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحب کے دفتر سے دستیاب ہو سکینگی

مظفر خاں ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب

(اشتہار ایشتہار)

مالی کی ضرورت

ہمیں ایک ایسے مالی کی ضرورت ہے۔ جو اپنے فن کا ماہر ہو۔ اور علاوہ درختوں کے ہر قسم کے کام سے پوری طرح واقف ہونے کے سبزی ترکاری کا کام بھی جانتا ہو۔ لکھ پڑھ سکنے والے آدمی کو ترجیح دی جائیگی حاجتمند لوگ معہ اپنی سندات اور سرٹیفکیٹوں کے خاکسار کے پاس اپنی درخواستیں بھجوا دیں۔ درخواست میں درخواست کنندہ کو اپنی عمر اور قوم اور متاہل یا غیر متاہل ہونے یا خواندہ یا ناخواندہ ہونے اور اپنے سابقہ تجربہ کا ذکر کرنا چاہیئے۔ اور نیز یہ کہ وہ کم سے کم کیا تنخواہ منظور کر سکتا ہے۔ اور آیا وہ احمدی ہے یا نہیں۔ تنخواہ حسب لیاقت وحالات دی جائے گی۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد قادیان

دوا خانہ رحمانی کی تین دوائیں

(رجسٹری شدہ)

محافظ اٹھرا گولیاں

(رجسٹرڈ شدہ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول ومشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کے چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج وغم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک

قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہے۔ جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا۔

حب رحمانی

(رجسٹرڈ شدہ)

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ عام بدن کی کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر۔ تمام بدن کا درد۔ ان کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ خون پیدا کرتے ہوئے آدمی کو چست وتوانا بنا کر رنگ سرخ کرتی ہیں دماغ کا خالص علاج۔ قیمت ۲۵ گولی عہ

سرمہ نور افزاء

(رجسٹرڈ شدہ)

یہ سرمہ کمزوری نظر۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ ککرے۔ خارش چشم آنکھوں سے پانی آنا۔ لیسدار رطوبت کا نکلنا۔ پرانی سرخی۔ شروع موتیابند۔ نظر کا دن بدن کمزور ہونا۔ ان بیماریوں کے لئے یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ تندرستی میں اس کا استعمال نظر کو بڑھاتا ہے۔ اور کمزوری سے محفوظ رکھتا ہے۔ تجربہ شرط ہے۔ آزمالیں۔ قیمت فی تولہ عہ

المشتہر

عبد الرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

تولیا پورے پلنگ کا خریدو

تولیا پورے پلنگ کا نہایت خوبصورت دل خوش کن ایسا خوشنما اور عمدہ کہ بیان سے باہر پلنگ پر بچھاؤ پلنگ کی شان دوبالا ہو جائیگی۔ ہر بادشاہ پر بچھاؤ دیکھ کر خوش ہونگے سردی کے موسم میں اوڑھ لو تو دیکھنے والے حیران رہ جائینگے استعمال کر کے کئی سال کے بعد آپ کسی نوکر کو دیدو تو تمام عمر دعا کرتا رہے۔ قیمت فی تولیا تین روپے۔ ملنے کا پتہ
مینیجر سودیشی کھدر پرچارک کمپنی لودہانہ (پنجاب)

خیاطی پیشہ اصحاب کو خوشخبری

اس فن کے شوق رکھنے والے اور عام درزی صاحبان کی سہولت کے لئے ہمارے ہاں سلائی کی سنگر مشین سیکنڈ ہینڈ نہایت پائدار مضبوط خوب صورت فروخت ہوتی ہیں۔ بلحاظ پائداری ومضبوطی کے قیمت نہایت کم تاکہ ہر ایک حاجتمند فائدہ اٹھا سکے۔ ہاتھ سے چلانے والی قیمت پچاس روپیہ۔ پاؤں سے کام کرنے والی قیمت ساٹھ روپیہ۔ محصول پیکنگ بذمہ خریدار۔

نوٹ:۔ دس روپیہ براہ آرڈر آنے پر تعمیل ہوگی۔ جو دوست کل قیمت پہلے روانہ کریں گے۔ محصول پیکنگ معاف۔

المشتہر

احمدیہ امپورٹ ایجنسی اینڈ جنرل ورکشاپ شاہجہانپور

پروفیسر فضل حق کا مجموعہ ورزش

اس کتاب میں مصنف موصوف نے بتایا ہے۔ کہ آپ لڑکپن میں بڑے کمزور تھے۔ اتفاقاً ورزش کا شوق پیدا ہوا۔ کثرت شروع کی۔ رفتہ رفتہ وہ قوت حاصل ہوئی کہ بیس آدمیوں ... پانصد ... پر ... نوفٹ ... بھی ... موٹی فولادی ... پلیٹ کو ... زور بازو چوڑی کی طرح گلائی ... ایک ہاتھ سے ایک گھوڑا مع سوار کے اٹھانا وغیرہ محیر العقول کرشمہ دکھائے گئے۔ آپنے اس کتاب میں اپنا عملی نمونہ پیش کر کے اپنی ازدیاد قوت کے گر بتلائے ہیں۔ اور اس ... کتاب پڑھ کر جی چاہتا ہے کہ ہم بھی پہلوان ... بن جائیں ... ہاف ٹون بلاک ... بلاک کی تصویریں۔ لکھائی چھپائی کاغذ نہایت ... خوبصورت اور پختہ ہے۔ کہ دیکھنے والے کا جی خوش ہو جاتا ہے۔ ہر ایک طالب علم اور مدرسین اور خواندہ شخص کو اس کتاب کے مطالعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ خواہشمند اصحاب عہ میں طلب فرمائیں۔ نمبر جلد ۱۴ ...
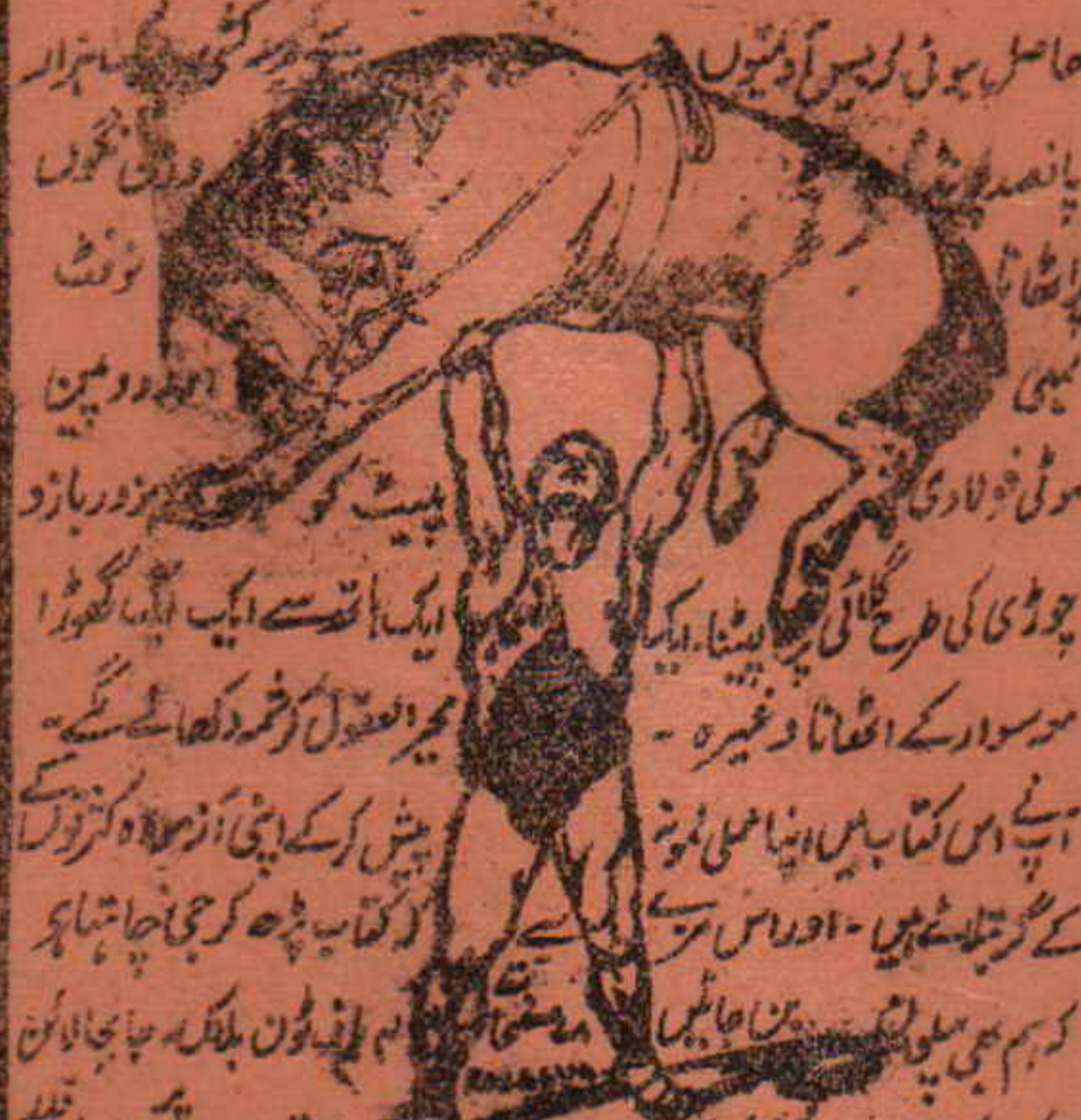
ملنے کا پتہ

ایف ایچ کرم الٰہی اینڈ سنز دی پنجاب سپورٹس ورکس عقب کوٹھہ

تریاق چشم رجسٹرڈ کی تازہ تصدیق

نقل ترجمہ انگریزی سارٹیفکیٹ صاحب سول سرجن بہادر کیمبل پور۔

"میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ استعمال کیا ہے۔ میں نے گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (یعنی ڈاکٹروں) اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا۔ میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ دستخط صاحب سول سرجن بہادر"

نوٹ:۔ قیمت پانچ روپے (عہ) تریاق چشم رجسٹرڈ محصول ڈاک معہ وی ۸/ بذمہ خریدار ہوگا۔

المشتہر

خاکسار میرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم رجسٹرڈ گڑھی شاہدولہ صاحب گجرات پنجاب

[illegible]

ممالک غیر کی خبریں

لندن ۲۲ جولائی - آج ایک توپخانے کی رجمنٹ نے ایک جدید غیر زہریلی گیس کا تجربہ کیا جو ایک وسیع رقبہ پر دھند کی طرح چھا گئی اور دو دگز سے زاید فاصلہ پر کسی چیز کا دیکھنا قطعی محال ہو گیا تھا۔

فنڈھوک ۲۰ جولائی - آج یہاں ایک ایسے مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی - جسے بین الاقوامی اہمیت حاصل ہے - سابق قیصر نے دعویٰ کیا - کہ جنوب مغربی افریقہ میں اس کی جو خاندانی جائداد ہے - وہ اس کے حوالے کر دی جائے - سابق قیصر کے وکیل نے بیان کیا - کہ عہدنامہ صلح کی دفعہ ۲۵۷ کا اطلاق اس جائداد پر نہیں ہو سکتا - جس کے ماتحت سابق بادشاہ کی ملکیت ضبط کی جا سکتی ہے - کیونکہ یہ جائداد شاہی خاندان کے غیر حکمران افراد اور ان کی اولاد کے لئے رجسٹری ہو چکی ہے - وکیل نے بیان کیا - کہ شاہزادہ آرتھر کناٹ بھی اس جائداد میں حصہ دار ہے - کیونکہ اس کی والدہ بھی اسی خاندان کی تھی۔

رگبی ۲۴ جولائی - مس بانڈفیلڈ کے منتخب ہو جانے کے بعد پارلیمنٹ کے ارکان میں عورتوں کی تعداد چھ تک پہنچ گئی ہے جن میں سے تین مزدور دل کی نمائندہ ہیں۔

لندن ۲۴ جولائی - ریگا کا ایک پیام مظہر ہے - کہ یودال کے علاقہ میں طاعون پھیل گیا ہے - اور برابر سرعت کے ساتھ بڑھتا جاتا ہے - حکومت نے انسداد کے لئے جو تجاویز اختیار کی تھیں ناکام رہی ہیں۔

اتنہ ۲۰ جولائی - آج ایک سرکاری اعلان شائع ہوا ہے - جس کی رو سے ہر کنوارے اور کنواری کو جس کی عمر ۲۱ اور ۴۰ سال کے درمیان ہوگی - سالانہ ٹیکس دینا ہوگا - جو ۷ پونڈ اسٹرلنگ کے برابر ہوگا - لیکن چالیس سال سے زاید عمر والے اگر شادی نہ کریں گے - تو انہیں ۲ پونڈ اسٹرلنگ دینا پڑے گا۔

(ویسٹ منسٹر گزٹ ۲ جولائی)

نیویارک ۲۴ جولائی - میکسیکو میں رومن کیتھولک عیسائیوں کے خلاف ایک جدید قانون وضع کیا گیا ہے - جس کا نفاذ یکم اگست سے ہوگا۔

پریذیڈنٹ کالیس نے ایک اعلان جاری کیا ہے - جس کے ذریعہ تمام مدارس میں مذہبی تعلیم اور نماز و دعا کی ممانعت کر دی ہے - علاوہ ازیں حکم ہے - کہ کوئی پادری پرائیویٹ اسکول نہ چلائے - ایک تار سے معلوم ہوا ہے - کہ میکسیکو کے اسقف اعظم اور اسقف توپاسو کو احکام کی خلاف ورزی کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔

لندن ۲۴ جولائی - ٹائمز کا نامہ نگار ریگا سے لکھتا ہے کہ جنوبی روس میں غیر معمولی طور پر زبردست ٹڈی دل آ گیا ہے - جس نے کوسوں تک تباہی و بربادی پھیلا دی ہے - تمام فصل گندم چٹ کر گئیں - اب ٹڈیوں پر طیاروں کے ذریعہ پٹرولیم برسایا جا رہا ہے - تاکہ یہ بلا دور ہو۔

لندن ۲۳ جولائی - مقام رامسگیٹ میں ایک طیارہ بگڑ کر کے بل زمین کی طرف غوطہ زن ہوا - ہوا باز چھتری کھول کر طیارہ سے کود پڑا - آٹھ ہزار فٹ کی بلندی سے - ۲ منٹ میں زمین پر اترا - ہزارہا آدمی نقش حیرت بنے ہوئے تماشہ دیکھ رہے تھے - اس جوانمرد ہوا باز کو خفیف جراحتیں آئی ہیں - طیارہ دو میل آگے جا کر تباہ ہو گیا۔

رگبی ۲۲ جولائی - آج سہ پہر کو بکنگھم میں حضور ملک معظم نے جو عظیم الشان گارڈن پارٹی دی ہے - اس میں شریک ہونے کے لئے صاف و روشن مطلع میں پندرہ ہزار مہمانوں کی آمد کا دلکش نظارہ دیکھنے کے لئے بھاری مجمع ہو گیا تھا - اردگرد کے بازاروں میں گاڑیوں کا تانتا بندھا ہوا تھا - مگر دو سو سے زائد ملازمان پولیس نے ہر طرح سے انتظام کر رکھا تھا - جس سے کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا ہے۔

لندن ۲۶ جولائی - لارڈ ونٹرٹن نے کرنیل ڈنے کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا - کہ ۱۳ جون کو لکھنؤ کے مقام پر معاہدات برطانیہ و ابن سعود کے متعلق مسلمانوں کے عام جلسے میں جو قرارداد منظور ہوئی تھی - اس کے متعلق میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس پر غور کیا جائیگا۔

بغداد ۲۶ جولائی - آج صبح جیل سے باہر کام کرتے ہوئے ۸۴ قیدیوں نے بھاگنے کی کوشش کی - گارد نے گولی چلائی - دو آدمیوں کو شدید اور تین کو خفیف زخم آئے - دو آدمی بھاگ نکلے تھے - لیکن دوبارہ پکڑے گئے۔

۲۶ جون - حکومت انگورا نے فیصلہ کیا ہے - کہ جن ترکوں نے اجنبی ممالک کی عورتوں سے شادی کر رکھی ہے - وہ محکمہ خارجیہ میں یعنی سفیر اور قونصل وغیرہ مقرر نہ کئے جائیں۔

لندن ۲۴ جولائی - ان سیاحوں میں جو بہت جلد ہندوستان وارد ہونے والے ہیں سرسڈنی بن ممبر پارلیمنٹ سر ٹریور وائٹ ہنگ ڈائرکٹر بنگال ناگپور ریلوے - سر اسٹینلے جانسن جو پریوی کونسل کی اپیلوں کے سلسلہ میں بہت مشہور ہیں - اور سر ولڈ ولسن بھی ہیں۔

ہندوستان کی خبریں

گورنمنٹ پنجاب نے زیر دفعہ ۱۵ (۲) پولیس ایکٹ راولپنڈی میں پولیس کی مزید جمعیت تعینات کرنے کا فیصلہ کیا ہے - اس جمعیت میں ۱۲۵ سپاہی - ۵ ہیڈ کانسٹیبل ۴ سب انسپکٹر اور ایک انسپکٹر اور ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہونگے - اخراجات راولپنڈی کے مالکان مکانات سے وصول کئے جائیں گے۔

لنگر گڑھ کے لئے ریل کی منظوری دے دی گئی ہے - اور جلدی ہی نارووال سے لنگر گڑھ تک ریلوے لائن تیار کرنے کا کام شروع کیا جائے گا۔

احمد آباد ۲۵ جولائی - مہاتما گاندھی جی نے فیصلہ کیا ہے - کہ اس نیشنل کالج کے طلبہ کو ہر ہفتے ایک گھنٹہ تعلیم دیا کریں گے - جس کو آپ نے تحریک عدم تعاون کے آغاز میں جاری کیا تھا۔

دہلی ۲۴ جولائی - کل شام کو ہندوؤں کا ایک جلسہ ہوا - جس میں ہر طبقہ کے لوگ شریک تھے - شردھانند جی نے صدارت کی - جلسہ میں حکومت کی ان پابندیوں کے خلاف احتجاج کیا گیا - جو نگر کیرتن اور دیگر مذہبی جلوسوں پر اس کی طرف سے عائد کی گئی ہیں۔

راولپنڈی ۲۴ جولائی - معلوم ہوا ہے - کہ راولپنڈی میونسپلٹی نے سینما کے مالکوں کو عمارت کے انہدام کا نوٹس دیا ہے - راولپنڈی کے تازہ فساد کا سبب یہی عمارت بیان کی جاتی ہے - چونکہ عمارت کی تعمیر میونسپلٹی کی عائد کردہ شرائط کے مطابق نہیں کی گئی - اس لئے انہدام کا نوٹس دیا گیا۔

لاہور ۲۶ جولائی - انجمن وکلاء عدالت عالیہ لاہور نے اپنے ایک جلسہ میں حسب ذیل قرارداد منظور کی ہے۔

یہ جلسہ اس کارروائی کے خلاف مؤدبانہ احتجاج کرتا ہے - کہ دو فوجی افسر (کپتان اے - ایچ گو سٹرل - اور لفٹیننٹ جی - سی کو اچیٹے) ماتحت جج مقرر کئے گئے ہیں - محکمہ فوج کے آدمیوں کو عدالتی عہدے تفویض کرنے کا جو طریقہ ہے - اس کے خلاف نفرت و حقارت کا اظہار کیا جا چکا ہے - نیز وہ طریقہ قطعی طور پر متروک ہو گیا ہے - یہ امر نہایت ناپسندیدہ ہے - کہ اس طریقہ کی تجدید چارٹرڈ ہائی کورٹ کرے - علی الخصوص اس صورت میں کہ تمام فرقوں میں قانون دان لائق اور تربیت یافتہ اشخاص بکثرت مل سکتے ہیں۔

کلکتہ ۲۶ جولائی - تاجران چاء کے ایک جلسہ میں مسٹر ٹی - سی کرافرڈ نے بیان کیا - کہ ہندوستان کے اندر ۲۶-۱۹۲۵ء میں پانچ کروڑ پونڈ ۵۴ لاکھ من سے اوپر چاء استعمال ہوئی - جو گذشتہ سال کی بہ نسبت ۸ ۲ کروڑ پونڈ سے زیادہ ہے۔

معلوم ہوا ہے - کہ سکھر آریہ سماج پر پولیس نے مقدمہ دائر کیا ہے - وجہ یہ ہے - کہ پولیس سے لائسنس لئے بغیر آریہ سماج نے اپنا جلسہ منعقد کیا تھا۔

لالہ لاجپت رائے جی کی دو تصنیفات "انڈیا" اور "ہندوستان کا قرضہ انگلستان کے ذمہ" پر بعض ہندوستان کے متعلق جو پابندی لگی ہوئی تھی گورنمنٹ نے اسے دور کر دیا ہے - یہ دونوں کتابیں اب ہندوستان میں لائی جا سکتی ہیں۔

پشاور ۲۶ جولائی - ضلع پشاور کے بعض سربرآوردہ مسلمانوں نے چیف کمشنر صوبہ سرحدی کی خدمت میں ایک سپاسنامہ پیش کیا ہے - جس میں انہوں نے یہ درخواست کی ہے - کہ قرضہ کے متعلق جو قانون ابھی حال میں کونسل نے پاس کیا ہے - وہ اور قانون اوقاف ۱۹۲۳ء دونوں کو صوبہ سرحدی میں نافذ کیا جائے۔

لکھنؤ ۲۴ جولائی - کسی نامعلوم شخص نے جی - آئی - پی ریلوے کی پٹری کو کسی قدر ہٹا دیا تھا - جس کی وجہ سے جی - آئی - پی ایکسپرس جو گذشتہ شب میں لکھنؤ سے کانپور کے لئے روانہ ہوا تھا - وہ ہردنی اسٹیشن کے قریب آ کر پٹری سے اتر گیا - اور اس کے پیچھے کی پانچ گاڑیاں بالکل الٹ گئیں - مسافروں یا ریلوے اسٹاف میں سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے۔

پونہ ۲۷ جولائی - بمبئی کے پارسی مخیر دایا دنے وعدہ کیا ہے کہ انجمن خدام ہند کو متواتر چھ سال تک پانچ ہزار روپیہ بطور امداد دیا جائے گا تاکہ انجمن مذکور سابقہ پیمانہ پر ہی اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھ سکے۔

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)